Postal Reg. No. L/P/ GDP-1, DEC 2012

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم   نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم   وَعَلٰی عَبْدِہِ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْد

وَلَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّۃٌ

جلد 60

ایڈیٹر
منیر احمد خادم

نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
تنویر احمد ناصر ایم اے

ہفت روزہ
بدر
قادیان
The Weekly
BADR Qadian

شمارہ 38

شرح چندہ
سالانہ 350 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
40 پاؤنڈ یا 60 ڈالر
امریکن
65 کینیڈین ڈالر
یا 45 یورو

www.alislam.org/badr

23 شوال 1432 ہجری قمری - 22 تبوک 1390 ہش - 22 ستمبر 2011ء

اخبار احمدیہ

قادیان دارالامان: سیدنا حضرت امیر المومنین مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیر و عافیت ہیں۔ الحمدللہ۔ احباب کرام حضور انور کی صحت و تندرستی، درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کے لئے دُعائیں جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔ آمین۔ اللھم اید امامنا بروح القدس وبارک لنا فی عمرہ وامرہ۔

اگر تم شکر ادا کرو گے تو میں ضرور تمہیں بڑھاؤں گا اور اگر تم ناشکری کرو گے تو یقیناً میرا عذاب بہت سخت ہے

ارشاد باری تعالیٰ

وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّکُمْ لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَ زِیْدَنَّکُمْ وَلَئِنْ کَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِیْ لَشَدِیْدٌ (ابراھیم: ۸)

ترجمہ: اور جب تمہارے رب نے یہ اعلان کیا کہ اگر تم شکر ادا کرو گے تو میں ضرور تمہیں بڑھاؤں گا اور اگر تم ناشکری کرو گے تو یقیناً میرا عذاب بہت سخت ہے

حدیث نبوی ﷺ

☆......حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ رات کو اُٹھ کر نماز پڑھتے یہاں تک کہ آپؐ کے پاؤں متورّم ہوکر پھٹ جاتے۔ ایک دفعہ میں نے آپؐ سے عرض کی اے اللہ کے رسول! آپ کیوں اتنی تکلیف اٹھاتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلے پچھلے سب قصور معاف فرما دئے ہیں یعنی ہر قسم کی غلطیوں اور لغزشوں سے محفوظ رکھنے کا ذمہ لے لیا ہے۔ اس پر حضورؐ نے فرمایا کیا میں یہ نہ چاہوں کہ اپنے ربّ کے فضل واحسان پر اس کا شکرگزار بندہ بنوں۔ (بخاری کتاب التفسیر سورۃ الفتح)

☆......حضرت عبداللہ بن غنام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے صبح کے وقت یہ کہا کہ اے اللہ جو بھی نعمت مجھے ملی وہ تیری ہی طرف سے ہے۔ تیرا کوئی شریک نہیں اور تمام تعریفیں اور شکر تیرے ہی لئے ہیں۔ تو گویا اس نے اپنے دن کا شکر ادا کر دیا۔ اور جس نے اسی طرح شام کے وقت دعا کی تو اس نے اپنی رات کا شکر ادا کر دیا۔

(سنن ابی دائود کتاب الادب باب مایقول اذا اصبح)

☆......حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ دعا سیکھی اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ اُعَظِّمُ شُکْرَکَ وَاُکْثِرُ ذِکْرَکَ وَاَتَّبِعُ نَصِیْحَتَکَ وَاَحْفَظُ وَصِیَّتَکَ۔ اے میرے اللہ! تو مجھے توفیق دے کہ میں تیرے شکر کا حق ادا کرسکوں اور کثرت سے تیرا ذکر کرسکوں اور تیری باتوں پر عمل کرسکوں اور تیرے احکام کی پابندی کرسکوں۔ حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ میں بکثرت یہ دعا مانگتا ہوں۔

(ترمذی کتاب الدعوات باب من ادعیۃ النبی ﷺ)

ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

بندہ جب اپنے ارادوں سے علیحدہ ہو جائے اور اپنے جذبات سے خالی ہو جائے اور اللہ تعالیٰ کی ذات اس کے طریقوں اور اس کی عبادات میں فنا ہو جائے اور اپنے اس ربّ کو پہچان لے جس نے اپنی عنایات کے ساتھ اس کی پرورش کی اور وہ اس کی تمام اوقات حمد کرتا رہے اور اس سے پورے دل بلکہ اپنے تمام ذرات سے محبت کرے تو اس وقت وہ عالموں میں سے ایک عالَم ہو جائے گا اسی لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا نام اَعْلَمُ الْعَالَمِیْنَ کی کتاب میں اُمت رکھا گیا ہے‘‘ (اعجاز المسیح صفحہ 134)

’’تمام محامد جو عالم میں موجود ہیں اور مصنوعات میں پائی جاتی ہیں وہ حقیقت میں خدا کی ہی تعریفیں ہیں اور اسی کی طرف راجع ہیں کیونکہ جو خوبی مصنوع میں ہوتی ہے۔ وہ حقیقت میں صانع کی ہی خوبی ہے یعنی آفتاب دنیا کو روشن نہیں کرتا حقیقت میں خدا ہی روشن کرتا ہے اور چاند رات کی تاریکی نہیں اٹھاتا حقیقت میں خدا ہی اُٹھاتا ہے اور بادل پانی نہیں برساتا حقیقت میں خدا ہی برساتا ہے اسی طرح جو ہماری آنکھیں دیکھتی ہیں وہ حقیقت میں خدا کی طرف سے ہی بینائی ہے اور جو کان سنتے ہیں وہ حقیقت میں خدا کی طرف سے ہی شنوائی ہے اور جو عقل دریافت کرتی ہے وہ حقیقت میں خدا کی طرف سے ہی دریافت ہے اور جو کچھ آسمان کے اور زمین کے عناصر اوصاف جمیلہ دکھا رہے ہیں اور ایک خوبصورتی اور تر و تازگی جو مشہود ہو رہی ہے حقیقت میں وہ اسی صانع کی صفت ہے جس نے کمال اپنی صفت کاملہ سے ان چیزوں کو بنایا ہے اور پھر بنانے پر ہی انحصار نہیں کیا بلکہ ہمیشہ کیلئے اس کے ساتھ ایک رحمت شامل رکھی ہے جس رحمت سے اس کا بقا اور وجود ہے اور پھر صرف اس پر ہی اختصار نہیں کیا بلکہ ایک چیز کو اپنے کمال اعلیٰ تک پہنچایا ہے جس سے قدر و قیمت اس شے کی کھل جاتی ہے پس حقیقت میں محسن اور منعم بھی وہی ہے اور جامع تمام خوبیوں کا بھی وہی ہے اسی کی طرف اشارہ فرمایا ہے الحمدللہ رب العالمین۔ (الحکم 24 جون 1904 صفحہ 15)

120واں جلسہ سالانہ قادیان 26-27-28 دسمبر 2011 بروز سوموار، منگلوار، بدھوار

احباب جماعت کی اطلاع کیلئے اعلان کیا جاتا ہے کہ سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 120 ویں جلسہ سالانہ قادیان 2011ء کی ازراہ شفقت منظوری مرحمت فرمادی ہے۔ الحمدللہ علی ذالک۔ انشاء اللہ تعالیٰ یہ جلسہ مورخہ 26-27-28 دسمبر بروز سوموار۔ منگلوار اور بدھوار منعقد ہوگا۔ احباب کرام سے درخواست ہے کہ اس للٰہی اور بابرکت جلسہ سالانہ میں شرکت کیلئے ابھی سے نیت کرکے تیاری شروع کردیں۔ احباب جماعت بالخصوص زیر تبلیغ افراد کو اس جلسہ میں شرکت کی تحریک کرتے رہیں۔ تا زیادہ سے زیادہ تعداد میں احباب اس جلسہ میں شرکت فرمائیں۔ نیز جلسہ سالانہ کی نمایاں کامیابی اور ہر جہت سے بابرکت ہونے کے لئے دُعائیں جاری رکھیں۔ (ناظر اصلاح وارشاد قادیان)

منیر احمد حافظ آبادی ایم اے، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

لا اله الا الله محمد رسول الله

فیس بک

قرآن مجید اور احادیث کے مطالعہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ظہور امام مہدی علیہ السلام کی علامات میں سے ایک یہ علامت بھی ہے کہ اُس زمانہ میں نفوس جمع کر دیئے جائیں گے۔ علوم کی کثرت اور فراوانی ہوگی چنانچہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بیان فرمایا ہے کہ وَاِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ۔ (التکویر آیت:۸)

اور جب نفوس ملا دیئے جائیں گے۔ اُس زمانہ میں اور کیا کیا ہوگا اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ ۔ وَاِذَا السَّمَآءُ کُشِطَتْ۔ وَاِذَا لْجَحِیْمُ سُعِّرَتْ۔

(التکویر آیت ۱۱ تا ۱۳)

یعنی اور جب صحیفے اکٹھے کئے جائیں گے اور جب آسمان کی کھال اُدھیڑ دی جائے گی اور جب جہنم بھڑکائی جائے گی۔ قرآن مجید کی پیشگوئیوں کے مطابق آخری زمانہ کی علامات حرف بہ حرف پوری ہورہی ہیں۔ اور ہر ایک بالغ نظر شخص اس کا مشاہدہ کررہا ہے امام الزمان حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام (۱۸۳۵۔تا ۱۹۰۸) کے ظہور کے زمانہ سے دنیا میں ایک نئی ترقی کا دور شروع ہوا ہے۔ گویا کہ ہر آنے والا دن پچھلے دن سے چھلانگیں مارتا ہوا آگے بڑھ رہا ہے۔ آج سے ۱۰۰ سال قبل کا انسان اگر آج اس دنیا میں آئے تو وہ شاید پہچان ہی نہ سکے کہ یہ وہی دُنیا ہے جس کو وہ چھوڑ کر گیا تھا۔ زندگی کے ہر شعبہ میں لامحدود اور غیر متناہی ترقی ہوئی ہے۔

پہلے زمانہ میں انسان آمد و رفت کیلئے بیل گاڑی، گھوڑوں اور اونٹوں کا سفر کیا کرتا تھا۔ زمانہ نے ترقی کی مہینوں کا سفر ریل گاڑی اور دیگر گاڑیوں کی ایجاد کے نتیجہ میں دنوں میں منتقل ہوگیا۔ اپنوں سے ملنے کیلئے، ان کی آواز سننے کیلئے ترسنا پڑتا تھا مگر ٹیلی فون کی ایجاد نے اس خلا کو پر کردیا۔ انسان جب چاہے انگوٹھے سے اپنے موبائل کے نمبر دبائے اور دنیا میں جہاں چاہے بات کرے۔ زمانہ اسی پر ہی نہیں رُک گیا۔ کمپیوٹر کی ایجاد نے انسانی زندگی پر گہرا اثر ڈالا اور زندگی کے ہر شعبہ کو متاثر کیا۔ اور اپنی موجودگی کا احساس کرایا۔ کمپیوٹر نے تو گویا ساری دنیا کو ایک گھر بنا دیا۔ جس میں مختلف ممالک ایک کمرے کی مانند ہیں۔ کمپیوٹر کے ذریعہ انسان ایک لمحہ امریکہ میں کسی سے بات کررہا ہے تو دوسرے لمحہ کسی اور ملک میں اپنے عزیز سے محو گفتگو ہے۔ زندگی گزارنے کا طریقہ بہت حد تک کمپیوٹر نے تبدیل کردیا ہے۔ آج کوئی بھی بڑا اور اہم پروجیکٹ کمپیوٹر پروگرامنگ کے بنا کرنا سوچا بھی نہیں جاسکتا۔

بے شک نئے زمانہ کی ایجادات نے انسان کو بہت فائدہ پہنچایا ہے لیکن اس کے ساتھ یہ بھی حقیقت ہے کہ ان ایجادات کے نقصانات بھی انسان کو ہی برداشت کرنے پڑ رہے ہیں۔ یہاں دیگر ایجاداتوں پر نقد و تبصرہ مقصود نہیں صرف کمپیوٹر کے ذریعہ فوائد کے علاوہ جو نقصانات مل رہے ہیں اُس پر غور و فکر کرنا مقصود ہے۔

آج کے دور میں اگر آپ کو زمانہ کے ساتھ قدم ملا کر چلنا ہے تو جدید ٹیکنالوجی سے روشناس ہونا ضروری ہے۔ لیکن جدید ٹیکنالوجی کے منفی و مثبت پہلو ہیں۔ آج کے دور میں اکثر بچے والدین سے فرمائش کرتے ہیں کہ ہمارے فلاں دوست کے گھر کمپیوٹر آیا ہے اس لئے ہمیں بھی کمپیوٹر دلوادیں۔ والدین بھی سوچتے ہیں کہ چلو اچھا ہے بچہ کچھ سیکھ جائے گا چنانچہ وہ کمپیوٹر دیتے ہیں اور ساتھ ہی انٹرنیٹ کا کنکشن بھی لگوا دیتے ہیں اور خود اس طرف سے بری الذمہ ہوجاتے ہیں۔ بلاشبہ کمپیوٹر موثر ایجاد ہے اور آج اس کی ضرورت ہے لیکن اس کے منفی پہلوؤں سے نظریں چرانا عقل مندی نہیں ہے۔ گیمز اور معلومات اکٹھی کرنے تک تو بات ٹھیک رہتی ہے لیکن کمپیوٹر کے ملنے پر چیٹنگ، فلمیں، لغویات میں پڑنے سے بچوں کے ذہن آلودہ ہوجاتے ہیں اور پھر ہوتا یہ ہے کہ وہ بچہ آہستہ آہستہ گھر والوں اور دوستوں کے ساتھ وقت گزارنے کی بجائے ان فضولیات پر اپنا وقت گزارنے لگتے ہیں اور والدین کو یہ شکایت ہوتی ہے کہ ان کا بچہ بگڑ گیا ہے اور یہ سب کمپیوٹر کا کیا دھرا ہے۔

ایسے بچے جو کمپیوٹر پر ہی اپنے وقت کو گزارتے ہیں وہ اپنے معاشرہ سے کٹ جاتے ہیں اور اُن کی صحت و نشوونما پر بھی اس کا گہرا اثر پڑتا ہے۔ جو عمر کھیل کود اور گراؤنڈ میں پسینہ بہانے کی تھی وہ بچہ نے کمپیوٹر اسکرین کے سامنے گذاردی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ایسے بچے جسمانی طور پر عموماً کمزور رہ جاتے ہیں۔

کمپیوٹر کو آن کرتے ہی آپ کے سامنے دنیا جہان کی چیزیں موجود ہیں۔ صرف انٹرنیٹ ہی کلک کریں اور جو چیز چاہیں حاصل کریں آج انٹرنیٹ کی بے شمار سوشل نیٹ ورکنگ یا سماجی رابطہ عامہ کی ویب سائٹس موجود ہیں ۔ان میں سے کچھ ویب سائٹس کے مثبت پہلو ہیں مگر اکثر کے منفی پہلو زیادہ نظر آتے ہیں انہیں سوشل نیٹ ورکنگ سائٹس میں سے ایک فیس بُک ہے۔

فیس بُک کی شروعات مارک زوکربرگ نے ۲۸ر اکتوبر ۲۰۰۳ء کی تھی۔ 2004ء میں ابتدائی ویب سائٹ میں کچھ ترمیم کرکے اسے اپ گریڈ کیا گیا تھا۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ انسان اپنی تصاویر یا اپنے متعلق معلومات یا دیگر کوئی بات اس میں ڈال کر بیک وقت کئی لوگوں کے تبصرہ جات اس کے بارہ میں موصول کرسکتا ہے۔ اور اُن کی رائے حاصل کرسکتا ہے۔ ہر شخص جو فیس بُک استعمال کرتا ہے اپنی ID تیار کرتا ہے اور اُس کے ذریعہ فیس بُک سے جڑتا ہے۔ اس کے بنانے والوں نے اس غرض سے بھی اس کو بنایا کہ انسان اپنی پہچان چھپا کر اس میں کسی قسم کی اچھی یا بُری فحش تصاویر ڈال دے اور اُس پر لوگوں کے تبصرہ سن کر محظوظ ہو کیونکہ ان کے بانی کی سوچ ہے کہ انسان آزاد ہے وہ جو چاہے کرے۔

فیس بُک کے ذریعہ فحاشی اور عریانیت کو فروغ مل رہا ہے اور آج کے دور میں یہ اسٹیٹس سمبل بن گیا ہے اور اس رجحان نے عالمی رنگ اختیار کرلیا ہے جس کی وجہ سے اس ویب سائٹ نے حیرت انگیز طور پر ترقی کی ہے آج دنیا میں 75 کروڑ لوگ فیس بک استعمال کرنے والے ہیں لیکن حیرانی کی بات یہ ہے کہ ان میں سے اکثریت یعنی تقریباً 52% نوجوان ہیں۔ فیس بک کی ویب سائٹ نے اپنے استعمال کرنے والوں کی عمر کے حساب سے جو گوشوارہ دیا ہے وہ اس طرح سے ہے۔ 13 سال سے 17 سال تک کے 20%۔ 18 سے 25 کی 26%۔ 26 سے 34 کی 34%۔ 35 سے 44 سال تک 15%۔ 45 سال سے 54 سال تک 8%۔ 55 سال سے 64 سال تک 5% تک۔ اس گوشوارہ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ فیس بک کے 46% استعمال کرنے والے 25 سال سے کم عمر کے ہیں۔ اور ہم سب یہ جانتے ہیں کہ یہ وہ عمر ہوتی ہے جو آدمی کی زندگی میں سب سے زیادہ اہمیت اور بنیادی حیثیت کی حامل ہوتی ہے۔ جوانی کے اس دور میں اگر نفس کو بے لگام چھوڑ دیا جائے تو آدمی کے ناکام و نامراد اور دنیا و مافیہا میں ڈوب جانے کے صد فیصد خطرات ہیں۔ فیس بک کے ذریعہ جو مخرب اخلاق نقصانات پہنچ رہے ہیں وہ اس کے علاوہ ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا کے کئی ممالک جن میں چین، ویتنام، ایران، پاکستان۔ سیریا وغیرہ ممالک میں فیس بک پر سخت تنقید ہورہی ہے۔ اور کئی جگہ اسے بند کئے جانے کے مطالبات ہورہے ہیں۔

قارئین! امام الزماں حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے جانشین خلفاء کرام کا بنیادی مقصد انسان کو با اخلاق اور خدا نما انسان بنانا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ امام جماعت احمدیہ عالمگیر حضرت مرزا مسرور احمد صاحب خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فیس بک کے متعلق احباب جماعت کو خصوصی نصائح فرمائی ہیں کہ وہ ان مخرب اخلاق چیزوں سے اجتناب کریں۔ چنانچہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نیشنل مجلس عاملہ لجنہ اماء اللہ جرمنی میں جو ہدایات ارشاد فرمائیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ”صدر صاحبہ لجنہ نے Facebook کے حوالہ سے ذکر کیا تو حضور انور نے فرمایا کہ فیس بُک پہ تو اب جو غیر ہیں وہ بھی بولنے لگے ہیں۔ حکومتیں بھی بولنے لگی ہیں کہ یہ غلط ہے۔ جس نے ایجاد کیا ہے، اُس کا یہ تصور ہے اُس کا یہ خیال ہے اور اُس نے کہا ہے کہ میرے نزدیک ہر ایک کی جو پرائیویٹ زندگی ہے وہ بھی پبلش (Publish) ہوجانی چاہیئے۔ حضور نے فرمایا کہ اگر اپنے بچوں کو یہ Realize کرائیں کہ اگر تم یہ چاہتی ہو کہ تم ننگی ہوکر بازار میں کھڑی ہوجاؤ تو تم ضرور فیس بُک میں چلی جاؤ۔ کیونکہ اُس نے اس کی مثال دی ہے کہ میرے نزدیک اگر کوئی شخص چاہے مرد ہو یا عورت ہو، بچہ ہو اپنے آپ کو ننگا کرکے فیس بُک پر لانا چاہتا ہے تو یہ اس کا Personal Matter ہے اور اسی لئے مَیں نے فیس بُک بنائی ہے۔ تو اگر ننگا ہونا چاہتی ہو تو ہوجاؤ۔ پھر ننگا ہوکر بازار میں کھڑی ہوجاؤ اور پھر احمدیت کو چھوڑ دو۔ بس ایک ہی اس کا علاج ہے۔ اس کو خیر باد کہہ دو اور مجھے تو جس لڑکی کا پتہ لگے گا کہ فیس بُک میں آئی ہیں اور بعضوں کی ایسی تصویریں آئی ہیں، اُن کو مَیں نے سزا دی ہے، جماعت سے اخراج کیا ہے۔“

اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو خلیفہ وقت کی آواز پر صد فیصد عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

(شیخ مجاہد احمد شاستری)

ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت انسؓ نے ایک مرتبہ بیان کیا کہ کیا میں تمہیں ایک ایسی حدیث نہ سناؤں جسے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے اور جسے میرے بعد تمہیں کوئی اور نہیں بتائے گا۔ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ قیامت کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ علم ختم ہوجائے گا جہالت کا دور دورہ ہوگا۔ زنا بکثرت پھیل جائے گا۔ شراب عام پی جائے گی مرد کم ہوجائیں گے اور عورتیں باقی بچ رہیں گی جس کی وجہ سے پچاس پچاس عورتوں کا ایک ہی نگران اور سرپرست ہوگا۔

(سنن ابن ماجه كتاب الفتن باب اشراط السّاعة)

23ویں مجلس شوریٰ بھارت

جماعت ہائے احمدیہ بھارت کی 23ویں مجلس شوریٰ سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے انشاء اللہ 18-19 فروری 2012ء (بروز ہفتہ اتوار) منعقد ہوگی۔ اس تعلق میں تفصیلی سرکلر جماعتوں میں بھجوایا جارہا ہے۔

(ناظر اصلاح وارشاد سیکرٹری مجلس شوریٰ بھارت)

خطبہ جمعہ

مہمان نوازی مکمل عزت و احترام کے ساتھ ہونی چاہئے۔ اور یہ عزت و احترام اس لئے ہے کہ مہمان کا حق ہے۔

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا کہ مسافروں کو ان کے حقوق دو، ہم پر فرض عائد کرتا ہے کہ مہمان نوازی کے وصف کو بہت زیادہ اپنائیں۔

صرف یہاں جلسے کے دنوں میں نہیں بلکہ عام طور پر گھروں میں بھی مہمان نوازی احمدی مسلمان کا ایک امتیاز ہونا چاہئے۔

اگر عام مسافروں کا حق اللہ تعالیٰ نے قائم فرمایا ہے تو اللہ تعالیٰ کی راہ میں سفر کرنے والوں کا تو بہت زیادہ حق ہے کہ ان کو عزت و احترام دیا جائے اور ان کا حق ادا کیا جائے۔

ان مہمانوں کو خاص طور پر ڈیوٹی دینے والے کارکنان کو بہت زیادہ اہمیت دینی چاہئے اور اللہ تعالیٰ کی خاطر سفر اختیار کرنے والے مسیح محمدی کے ان مہمانوں کی حتی المقدور مہمان نوازی کا حق ادا کرنا چاہئے اور اس کے لئے کوشش کرنی چاہئے۔

ربوہ کے بعد اس وقت لنگر خانے کا سب سے زیادہ وسیع نظام یوکے میں ہی ہے۔ ان مستقل لنگر چلانے والوں کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ تقریباً تمام یا بہت بڑی اکثریت والنٹیئرز ہیں جو سالوں سے بڑی خوشی سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لنگر کے لئے وقت دے رہے ہیں۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 15/جولائی 2011ء بمطابق 15/وفا 1390 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح۔ لندن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر الفضل انٹرنیشنل کے شکریہ کے ساتھ شائع کررہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيکَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِکِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ اِيَّا کَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ۔

مہمان نوازی کی اہمیت اللہ تعالیٰ کے نزدیک اتنی زیادہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک جگہ بلکہ زیادہ جگہ فرمایا کہ وَابْنِ السَّبِيْلِ۔ یعنی مسافروں کو اُن کا حق دو۔ وَابْنِ السَّبِيْلِ جو ہیں یہ مسافر ہیں۔ فرمایا ان کو ان کا حق دو۔ اور ایک دوسری جگہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ السلام کے ذکر میں فرمایا کہ جب مہمان اُن کے پاس آئے تو فوراً بھنا ہوا بچھڑا اُن کو پیش کیا۔ پھر ہمارے آقا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتا ہے اُسے چاہئے کہ وہ مہمان کی تکریم کرے۔

(بخاری کتاب الادب باب اکرام الضیف وخدمتہ ایاہ بنفسہ حدیث 6135)

یعنی مہمان کی تکریم بھی اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان کے لئے ضروری ہے۔ پس مہمان نوازی صرف ایک دنیاوی فریضہ ہی نہیں ہے بلکہ ایمان کی علامت بھی ہے اور ایک فرض ہے جس کا ادا کرنا بہرحال ضروری ہے۔ تکریم کا مطلب ہے کہ بہت زیادہ عزت و احترام کرنا۔

پھر ایک حدیث میں آپؐ نے فرمایا کہ اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان لانے والے مہمان کا جائز حق ادا کریں۔ عرض کیا گیا کہ جائز حق کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا کہ ایک دن اور رات مہمان نوازی۔

بیشک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مہمان نوازی کے دنوں کی حد مقرر فرمائی ہے، فرمایا کہ تین دن تک مہمان نوازی فرض ہے تم پر۔ (صحیح مسلم کتاب اللقطۃ باب الضیافۃ ونحوھا حدیث 4513)

ایک دن تو کم از کم اُس کا حق ہے اور پھر جیسا کہ مَیں نے کہا کہ تین دن تک فرض بھی ہے۔ لیکن بعض حالات میں کئی دن بلکہ دنوں سے بھی زیادہ لمبا عرصہ، آپ نے مہمان نوازی فرمائی ہے۔ اور صحابہ کے سپرد بھی مہمان فرمائے۔

بنیادی نقطہ جو آپ نے بیان فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ مہمان نوازی مکمل عزت و احترام کے ساتھ ہونی چاہئے۔ اور یہ عزت و احترام اس لئے ہے کہ مہمان کا حق ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیونکہ کامل شریعت اور احکامات لے کر آئے تھے اس لئے ہر طرح کے لوگوں کا اور ہر پہلو کا آپؐ نے خیال رکھا ہے۔ بعض حدود جو آپ نے مقرر فرمائی ہیں جن کا ان حدیثوں میں ذکر ہے۔ وہ مہمانوں کو بھی اُن کے فرض یاد دلانے کے لئے ہیں۔ اس حوالے سے بھی انشاء اللہ تعالیٰ اگلے جمعہ بات ہوگی۔ لیکن اِس وقت جیسا کہ عموماً میرا طریق ہے، مَیں میزبانوں اور ڈیوٹی دینے والے کارکنوں کو توجہ دلاتا ہوں۔ اس لئے اُن کو توجہ دلا رہا ہوں کہ مہمان نوازی کا وصف ایسا ہے جس کے بارے میں جیسا کہ مَیں نے بتایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان کے لئے ضروری ہے اور مہمان کا یہ حق ہے کہ اُس کی مہمان نوازی کی جائے۔ اور پھر اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا کہ 'مسافروں کو اُن کا حق دو' ہم پر یہ فرض عائد کرتا ہے کہ مہمان نوازی کے وصف کو بہت زیادہ اپنائیں۔ صرف یہاں جلسے کے دنوں میں نہیں بلکہ عام طور پر گھروں میں بھی مہمان نوازی احمدی مسلمان کا ایک امتیاز ہونا چاہئے۔

بہرحال یہاں کیونکہ آج جلسے کے حوالے سے بات ہو رہی ہے ہر کارکن کو اور اُس گھر کو جس میں جلسے کے مہمان آ رہے ہیں، یہ خیال رکھنا چاہئے کہ مہمانوں کو صحیح عزت و احترام دیا جائے۔ اگر عام مسافروں کا حق اللہ تعالیٰ نے قائم فرمایا ہے تو اللہ تعالیٰ کی راہ میں سفر کرنے والوں کا تو بہت زیادہ حق ہے کہ اُن کو عزت و احترام دیا جائے اور اُن کا حق ادا کیا جائے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اگلے جمعہ سے جیسا کہ ہم جانتے ہیں جلسہ سالانہ برطانیہ شروع ہو رہا ہے اس لئے دور دراز ممالک سے مہمانوں کی آمد شروع ہوگئی ہے۔ یہ مہمان جماعتی نظام کے تحت بھی ٹھہرے ہوئے ہیں یا ٹھہریں گے اور گھروں میں بھی۔ ان مہمانوں کو خاص طور پر ڈیوٹی دینے والے کارکنان کو بہت زیادہ اہمیت دینی چاہئے۔ اور اللہ تعالیٰ کی خاطر سفر اختیار کرنے والے مسیح محمدی کے ان مہمانوں کی حتی المقدور مہمان نوازی کا حق ادا کرنا چاہئے۔ اور اس کے لئے کوشش کرنی چاہئے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب دنیا کے اُن ممالک میں جہاں جماعتیں بڑی ہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے لنگر کا بھی بڑا وسیع انتظام قائم ہوگیا ہے۔ اور یوکے بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے اُن ممالک میں سے ایک ہے بلکہ شاید اب تو ربوہ کے بعد اس وقت لنگر خانے کا سب سے زیادہ وسیع نظام یوکے میں ہی ہے۔ اور ظاہر ہے کہ خلیفۂ وقت کی یہاں موجودگی کی وجہ سے یہ وسعت ہوئی تھی لیکن یہاں جو ان مستقل لنگر چلانے والوں کی سب سے بڑی خوبی ہے، وہ یہ ہے کہ تقریباً تمام یا بہت بڑی اکثریت volunteer ہیں جو سالوں سے بڑی خوشی سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے لنگر کے لئے وقت دے رہے ہیں۔ گو ربوہ اور قادیان کے لنگر بھی بڑے وسیع ہیں، لیکن وہاں باقاعدہ تنخواہ دار عملہ ہے۔ لیکن یہاں کا لنگر مستقل بنیادوں پر volunteers کے ذریعے چل رہا ہے۔ تو بہرحال یو۔کے جماعت نے مہمان نوازی کے اس مستقل فرض کو خوب نبھایا ہے اور نبھاتے چلے جارہے ہیں۔ اب جلسے کے دن ہیں، جلسے پر بھی ہمیشہ اس مہمان نوازی کے فریضے کو بڑی خوش اسلوبی سے ہمارے کارکنان نبھاتے ہیں۔ یہ باتیں مَیں صرف اس لئے کررہا ہوں کہ یاددہانی کروا دی جائے کیونکہ نئے آنے والے بھی اس میں شامل ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس سال بھی تمام کارکنان کو اس فرض کو ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اس مہمان نوازی سے جو ہمارے کارکنان کرتے ہیں یا ہمارے جلسے کے جو انتظامات ہوتے ہیں باہر سے آئے ہوئے غیر از جماعت اور غیر مسلم مہمان ہمیشہ متأثر ہوتے ہیں۔ یہاں بھی اور دوسرے ممالک میں بھی۔ پس جو میزبان کارکنان ہیں آئندہ بھی ہمیشہ اپنے اس تأثر کو قائم رکھنے کی کوشش کریں جو تبلیغ کا ذریعہ بنتا ہے۔ ایک لحاظ سے ہر کارکن جب وہ ڈیوٹی ادا کر رہا ہوتا ہے احمدیت کی عملی تبلیغ کا ذریعہ بن رہا ہوتا ہے۔ اور یہ ہر کارکن کے لئے ایک بہت بڑا اعزاز ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام کارکنان کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

اس لنگر خانے کے علاوہ بھی دوسری ڈیوٹیاں بھی ہیں اُن کا بھی حتی الوسع حق ادا کرنے کی پوری کوشش کرنی چاہئے۔ جو جو کام کسی کے سپرد کئے گئے ہیں کسی کو تفویض کئے گئے ہیں اُن کی پوری ادائیگی کریں اور پوری ذمہ واری سے اُس کی ادائیگی ہونی چاہئے۔ ہر کام، ہر ڈیوٹی، ہر فرض جو کسی کے سپرد کیا گیا ہے اُس کو معمولی نہیں سمجھنا چاہئے۔ ہر ایک کی ذمہ داری ہے۔ ہر جگہ پر اگر ہر ڈیوٹی کو ایک اہمیت دی جائے گی تو تبھی پورا نظام جو ہے وہ صحیح لائنوں پر چل سکے گا۔ اس لئے اس بارے میں ہر کارکن کو ہمیشہ خیال رکھنا چاہئے تا کہ کسی بھی جگہ کسی بھی شعبہ میں کسی کے کام میں کمی کی وجہ سے، فرض کی ادائیگی میں کمی کی وجہ سے، کسی مہمان کو تکلیف نہ ہو۔ پس یہ بنیادی بات ہمیشہ ہر کارکن کو یاد رکھنی چاہئے۔

ان باتوں کے بعد اب مَیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی مہمان نوازی کے متفرق واقعات آپ کے سامنے پیش کروں گا جو مَیں نے رجسٹر روایات صحابہ سے لئے ہیں۔ لیکن ہر روایت میں ایک چیز مشترک نظر آتی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام مہمان کا بڑا احترام کیا کرتے تھے۔ ہر ایک کی مہمان نوازی انتہائی عزت واحترام سے کرتے تھے۔ اکرامِ ضیف کا بڑا خیال رکھا کرتے تھے۔

حضرت شیخ اصغر علی صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ولد شیخ بدرالدین صاحب کہتے ہیں کہ حضرت اقدس علیہ الصلوۃ والسلام مہمانوں کی خاطر تواضع کا خود بہت خیال فرمایا کرتے تھے۔ بھائی حافظ حامد علی صاحب مرحوم کو اس طرف توجہ دلانے کے علاوہ خود بھی خاص واقفیت اس پہلو میں رکھا کرتے تھے۔ اور مہمانوں کی حیثیت کے مطابق کھانا بہم پہنچانے کا اہتمام ہوا کرتا تھا۔ غالباً 1902ء میں جب میں ایمن آباد سے قادیان دارالامان آ رہا تھا تو مرحوم ومغفور سید ناصر شاہ صاحب لاہور اسٹیشن پر جس کمرہ انٹر کلاس میں قادیان آنے کے واسطے بیٹھے ہوئے تھے اس میں اتفاق سے میں بھی آ بیٹھا اور ہم دونوں اکٹھے آئے۔ لاہور سے بارش ہونی شروع ہوئی اور جب گاڑی بٹالے پہنچی تو زور کی بارش تھی۔ اترتے ہی ہم نے مسافر خانہ میں ہی یکّہ کرائے پر کیا اور روانہ ہوئے۔ بارش شاید قادیان کے موڑ پر پہنچنے کے بعد بند ہوئی تھی۔ دارالامان پہنچنے پر ہم دونوں کو حضرت اقدس کے حکم سے اُس کمرہ میں جگہ دی گئی جس میں بُک ڈپو ہے اور شاید حامد علی شاہ صاحب مرحوم ومغفور کے خرچ سے تازہ بنوایا گیا تھا۔ حضور انور کے حکم سے مجھ کو جہاں تک یاد ہے صبح ناشتے میں عمدہ حلوہ بھی ہوتا تھا اور مکلّف کھانا گھر سے آتا تھا۔ مجھ کو خیال ہے کہ حضور انور شاہ صاحب مرحوم سے دریافت بھی فرماتے تھے کہ آپ لوگوں کو کوئی تکلیف تو نہیں تھی۔ مہمان کا احترام حددرجہ حضور انور کے زیرِ نظر رہتا تھا۔ (رجسٹر روایات صحابہ جلد نمبر 4 صفحہ 168 غیر مطبوعہ)

پھر منظور احمد صاحب ولد مولوی دلپذیر صاحب جو بھیرہ کے تھے، وہ لکھتے ہیں کہ ''میرے والد بزرگوار بہت پہلے کے احمدی ہیں۔ 1894ء میں مع اپنی والدہ کے پہلی دفعہ حضرت خلیفہٴ اوّل سے ملنے کے لئے قادیان آئے اور مع والدہ کے اُسی وقت بیعت کی۔ خلیفہ اول بچپن میں میرے دادا بزرگوار سے کچھ پڑھتے رہے تھے اور جو میرے دادا بزرگوار کی تیسری بیوی تھی حضرت خلیفہٴ اوّل کی منہ بولی بہن تھی۔ والد بزرگوار سے میں نے پوچھا کہ کوئی اُس وقت کا واقعہ یاد ہے؟ تو آپ نے بتایا کہ ہم آٹھ آدمی تھے کہ حضور کے ساتھ ایک دن دوپہر کا کھانا مسجد مبارک میں جو اپنی پہلی حالت پر تھی، کھانے بیٹھے تھے۔ (یعنی اُس وقت چھوٹی تھی، آٹھ دس آدمی ایک صف میں کھڑے ہوتے تھے) جن میں حضور اور خلیفہ اوّل بھی شامل تھے۔ دو قسم کا سالن تھا اور دونوں میں گوشت تھا۔ حضور اپنے سالن سے کبھی بوٹی اُٹھا کر باری باری سے دوسروں کے سالن میں رکھ دیتے تھے اور ایسا ہی خلیفہٴ اوّل بھی۔ مہمانوں میں سے ایک نے عرض کیا حضور کھانے کے ساتھ آم کیسا ہے؟ (یعنی اگر آم ہو جائے کھانے کے ساتھ تو کیسا لگے؟) آپ نے فرمایا بہت اچھا۔ بڑی اچھی بات ہے۔ تو دوسرے نے عرض کیا حضور میں بازار سے لے آتا ہوں۔ آپ نے فرمایا ٹھہر جائیں یا کچھ اور فرمایا یہ ٹھیک یاد نہیں رہا۔ کہتے ہیں بہر حال ابھی بات ہو رہی تھی کہ ایک آدمی بٹالہ سے آموں کا پارسل لے کر آ گیا جس میں آٹھ ہی آم تھے جو بڑے بڑے تھے۔ سب کے آگے حضور نے ایک ایک رکھ دیا۔ پھر چاقو پوچھا تو ایک نے چاقو پیش کیا۔ آپ نے فرمایا پھانکیں کریں۔ انہوں نے سب کی پھانکیں کر کے آگے رکھ دیں۔ حضور اپنے آگے کی پھانکوں میں سے ایک ایک کر کے باری باری سب کے آگے رکھ دیتے رہے۔ یاد نہیں کہ حضور نے اُن میں سے آپ بھی کوئی کھائی ہو''۔

(رجسٹر روایات صحابہ جلد نمبر 5 صفحہ 37-36 غیر مطبوعہ)

تو اللہ تعالیٰ نے یہ کیسی مہمان نوازی کی ان مہمانوں کی کہ ایک مہمان نے خواہش ظاہر کی تو اللہ تعالیٰ نے اُس کا انتظام بھی فرما دیا۔ پھر حضرت فضل الٰہی صاحب ولد مولوی کرم دین صاحب مرحوم کہتے ہیں کہ ''قادیان میں یہ عاجز کثرت سے لاہور سے جایا کرتا تھا۔ اکثر حضرت مفتی محمد صادق صاحب رفیقِ سفر ہوتے۔ اور کئی دفعہ حضرت اقدس اندر بلا لیتے اور بڑی شفقت سے خود نیچے جا کر چائے وغیرہ خود اُٹھا کر لاتے اور مہمان نوازی فرماتے اور مسجد مبارک میں حضرت اقدس کے ساتھ بیٹھ کر بہت دفعہ کھایا پیا۔ کئی دفعہ حضور نے اپنے کھانے میں سے عاجز کو بھی کوئی چیز عنایت فرمائی۔ از روئے شفقت ایک دفعہ حضرت اقدس بعد نماز مغرب مسجد مبارک کی اوپر کی چھت پر شہ نشین پر مشرق کی طرف رُخ فرمائے بیٹھے تھے اور یہ عاجز مغرب کی طرف منہ کر کے حضور کے سامنے بیٹھا تھا کہ مشرق سے چاند کا طلوع ہوا جو قریباً چودہ یا پندرہ تاریخ کا چاند تھا۔ اُس وقت مجھے حضور کے چہرہ مبارک سے شعاعیں نکلتی اور چاند کی شعاعوں سے ٹکراتی نظر آتی تھیں''۔

(رجسٹر روایات صحابہ جلد نمبر 6 صفحہ 8 الف 8 ب غیر مطبوعہ)

پھر حضرت میاں چراغ دین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ولد میاں صدرالدین صاحب کہتے ہیں کہ شیخ مظفر الدین صاحب آف پشاور کے والد صاحب نے لاہور میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی دعوت کی۔ کمرہ چھوٹا تھا اور لوگ زیادہ آ گئے تھے۔ مَیں حضور کے پاس کھڑا تھا، بیٹھنے کے لئے جگہ نہ تھی۔ حضور نے مجھے دیکھ کر اور اپنا زانو اُٹھا کر اور مجھے اپنے دستِ مبارک سے پکڑ کر اپنے پاس بٹھا لیا اور فرمایا کہ میرے ساتھ کھاؤ۔ اس پر مَیں نے حضور کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھایا۔ (رجسٹر روایات صحابہ جلد نمبر 4 صفحہ 58 غیر مطبوعہ)

حضرت ذوالفقار علی خان صاحب ولد عبدالعلی خان صاحب رام پور کے تھے، یہ کہتے ہیں کہ ''جب مَیں آتا تھا تو میرے کھانے میں پلاؤ ضرور ہوتا تھا۔ ایک دن مَیں نے حافظ حامد علی صاحب مرحوم سے پوچھا کہ پلاؤ دونوں وقت کیوں ہوتا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا جب آپ پہلی بار آئے تھے تو حضور نے مجھے بلا کر فرمایا تھا کہ تحصیلدار صاحب کے لئے پلاؤ ضرور لایا کرو۔ حضور نے میرے باورچی سے ایک مرتبہ گورداسپور میں بریانی پکوائی تھی اُس سے غالباً خیال کیا ہوگا کہ یہ اکثر کھاتے ہیں جبھی باورچی مشّاق ہے اور یہ واقعہ تھا اس لئے ہدایت فرمائی کہ تکلیف نہ ہو''۔ (رجسٹر روایات صحابہ جلد نمبر 6 صفحہ 379 غیر مطبوعہ)

(یعنی کسی وقت میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام ان کے ہاں گئے تھے، یہ تحصیلدار تھے۔ وہاں بریانی پکائی گئی تھی جو اچھی تھی۔ اُس باورچی نے جو بریانی پکائی تھی اُس سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خیال ہوا کہ یہ لوگ اکثر کھاتے ہیں تبھی باورچی جو ہے وہ اچھی بریانی پکاتا ہے۔ اس بات پہ جب وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے ہاں حاضر ہوئے تو آپ نے اُن کی مہمان نوازی اس طرح فرمائی کہ فرمایا کہ اِن کو دونوں وقت پلاؤ بنا کے کھلایا کرو۔)

حضرت بدر دین صاحب ولد گل محمد صاحب مالیر کوٹلہ کے تھے، کہتے ہیں کہ ''ایک روز عاجز اپنے والد صاحب کے ہمراہ بورڈنگ والے کنویں سے پانی نکال رہا تھا، رات کے نو بج چکے تھے اور نمازِ عشاء بھی ہو چکی تھی تو حضور اپنے ہاتھ پر ایک پیالہ جس میں دودھ اور ڈبل روٹی پڑی تھی، اُٹھائے کنویں پر آ گئے اور آ کر میرے والد صاحب سے فرمانے لگے: بابا جی کوئی مہمان بھوکا ہے۔ اس پر والد صاحب نے کہا کہ حضور میاں نجم الدین تو سب جگہوں سے دریافت کر گئے ہیں سب نے کھانا کھا لیا ہے۔ تب حضور نے فرمایا اچھا میرے ہمراہ چلو۔ تب ہم دونوں باپ بیٹا حضور کے ہمراہ ہو لئے۔ جب مہمان خانہ میں جا کر مہمانوں سے معلوم کیا تو کوئی نہ ملا۔ تو پھر ہم شیر محمد صاحب دوکاندار والی دوکان جو اُس وقت کھلی تھی اُس کے پاس پہنچے تو وہاں سے ایک صاحب نے کہا کہ حضور! مَیں نے تو دودھ ڈبل روٹی کھانی ہے۔ اس پر حضور نے وہ پیالہ اُس صاحب کو دے دیا''۔

(رجسٹر روایات صحابہ جلد نمبر 7 صفحہ 170 غیر مطبوعہ)

(مہمانوں کی تلاش میں تھے یقیناً اللہ تعالیٰ نے بتایا ہوگا کہ ایک مہمان کی یہ خواہش ہے تو آپ گھر سے وہ لے کر آئے) حضرت نور احمد خان صاحب ولد چوہدری بدر بخش صاحب لکھتے ہیں کہ ''مجھے جلسہ سالانہ پر آنے کا اتفاق ہوا۔ دوآبہ یعنی ضلع جالندھر اور ہوشیار پور کے تمام احمدی ایک ہی جگہ ٹھہرے ہوئے تھے۔ ہمارے ساتھ چوہدری غلام احمد صاحب رئیس کاٹھگڑھ بھی تھے۔ رات کو قادیان پہنچے تھے۔ کمرہ میں بستر رکھ کر تمام دوست بیٹھ گئے مگر نصف رات تک کھانا نہ ملا۔ لوگ بہت بھوکے تھے اور بار بار چوہدری صاحب مذکور کے پاس شکوہ کرتے تھے کہ ابھی تک کھانا نہیں ملا۔ اخیر چوہدری صاحب نے کہا کہ بازار میں جا کر دودھ پی لو۔ مگر اتنی بے چینی پیدا نہ کرو، کھانا مل جائے گا۔ لوگ کھانے کا انتظار کر کے تھک گئے، آخر بہت دوست بھوکے سو گئے۔ رات نصف سے زیادہ گزر چکی تھی، اچانک چند آدمی نمودار ہوئے، کہنے لگے کہ حضرت صاحب کو الہام ہوا ہے کہ مہمان بھوکے ہیں، اُن کو کھانا کھلاؤ۔ بدیں وجہ لوگ کمروں میں جگا جگا کر کھانا دے رہے ہیں، ہمارے کمرے میں بھی چند آدمی کھانا لے کر آئے۔ چوہدری صاحب نے تمام دوستوں کو جگا کر کھانا کھلایا، ہمارے ساتھ چوہدری غلام قادر

ارشاد نبویؐ

اَلصَّلٰوۃُ عِمَادُ الدِّیْن

(نماز دین کا ستون ہے)

طالب دُعا از: اراکین جماعت احمدیہ ممبئی

آٹو ٹریڈرز

AUTO TRADERS

16 مینگو لین کلکتہ 70001

دکان: 2248-5222

2248-16522243-0794

رہائش:: 2237-0471, 2237-8468

صاحب سڑوعہ والے بھی تھے انہوں نے کہا کہ یہ کھانا خدا نے جگا کر دیا ہے وہ بقیہ ٹکڑے بطور تبرک کے کہ یہ الہامی کھانا ہے اپنے پاس سڑوعہ کو لے گئے''۔ (جاتے ہوئے اپنے ساتھ ہی لے گئے)۔

(رجسٹر روایات صحابہ جلد نمبر 6 صفحہ 274-273 غیر مطبوعہ)

حضرت ڈاکٹر حشمت اللہ خان صاحب انچارج نور ہسپتال جو بڑا لمبا عرصہ حضرت مصلح موعود کے معالج بھی رہے ہیں، بلکہ وفات تک آپ کے ساتھ ہی رہتے تھے وہ لکھتے ہیں کہ'' جلسہ کے موقع پر ایک شب بحیثیت اپنی جماعت کے سیکرٹری کے صدر انجمن احمدیہ کے اجلاس میں میری حاضری ہوئی۔ یہ اجلاس بعد نماز مغرب اور عشاء مسجد مبارک میں منعقد ہوا۔ خاکسار اپنی ناتجربہ کاری اور سادگی کی وجہ سے یا شوق کی وجہ سے اعلان شدہ وقت کے اول وقت میں ہی اجلاس کے مبارک مقام یعنی مسجد مبارک میں پہنچ گیا۔ گو وہ وقت کھانے کا تھا اور مجھے سخت بھوک بھی لگی ہوئی تھی کیونکہ صبح آٹھ بجے کا کھانا کھایا ہوا تھا مگر جلسہ کے احترام کی وجہ سے یا پابندیٔ وقت کے خیال سے خاکسار نے اپنی ناچیز حاضری کو اول درجے پر برقرار رکھا۔ یعنی نماز ہائے مغرب و عشاء جو جمع ہو کر ادا ہوئی تھیں کے بعد بجائے باہر جانے کے مسجد میں ہی بیٹھ گیا اور جلسے کے انعقاد کی انتظار کرنے لگا۔ ممبران کی آمد دیر کے بعد شروع ہوئی اور قریب ساڑھے نو بجے کے جلسے کی کارروائی شروع ہوئی اور قریباً گیارہ بارہ بجے جلسہ ختم ہوا۔ اس دوران میں شدت بھوک کی وجہ سے خاکسار کی حالت ناگفتہ بہ رہی اور یہ شدت مجھے دیر تک یاد رہی اور اب تک بھی بھولی نہیں۔ جلسہ سے فارغ ہو کر جب میں اپنے جائے قیام پر گیا تو جماعت پٹیالہ کے احباب میں سے غالباً حافظ بھائی ملک محمد صاحب میرے لئے ایک روٹی کا ٹکڑا لے آئے تھے۔ لنگر خانہ بند ہو چکا تھا، مَیں نے اس ٹکڑے کو چبانا شروع کر دیا۔ ابھی وہ ختم نہ کیا تھا کہ ایک زبردست دستک ہمارے کمرے کے دروازے پر پڑی اور آواز آئی کہ کوئی مہمان بھوکا ہو جس نے کھانا نہ کھایا ہو وہ آ جائے، اور چل کر لنگر خانے میں کھانا کھالے۔ خاکسار کے ساتھیوں نے مجھے بھی نکال باہر کیا اور لنگر میں پہنچ کر جو کچھ ملا بعد شُکر کھایا۔ اگلے روز قریباً دس بجے دن کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو مسجد مبارک کے چھوٹے زینے کے دروازے پر کھڑے ہوئے دیکھا اور خدام کو گلی میں حضور کی طرف رُخ کئے ہوئے کھڑے دیکھا اور حضور کے سامنے حضرت مولوی نورالدین صاحب بھی تھے اور حضور کچھ جوش کے ساتھ ارشاد فرما رہے تھے کہ مہمانوں کے کھانے وغیرہ کا انتظام اچھا ہونا چاہئے۔ رات مجھے الہام ہوا۔ یَآاَیُّهَا النَّبِیُّ اَطْعِمُوا الْجَائِعَ وَالْمُعْتَرَّ۔ کہ اے نبی! بھوکے اور مُعتر لوگوں کو کھانا کھلا۔ چنانچہ مجھے معلوم ہوا کہ آدھی رات کو جگانا اس الہام کی بنا پر تھا''۔

(رجسٹر روایات صحابہ جلد نمبر 8 صفحہ 193-192 غیر مطبوعہ)

حضرت مولوی ابراہیم صاحب بقاپوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ولد صدر دین صاحب فرماتے ہیں کہ:

'' ایک سالانہ جلسے پر حضور نے فرمایا۔ سب آنے والوں کو ایک ہی قسم کا کھانا کھلاؤ۔ اس پر خواجہ صاحب یا کسی اور نے عرض کیا کہ حضور بعض غرباء ایسے بھی آتے ہیں جن کو اپنے گھر میں دال میسر نہیں آتی اس لئے اُن کو یہاں دال کھلانا معیوب نہیں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ گو اُن کو گھر میں دال نہ ملتی ہو لیکن جب دوسرے کو گوشت یا پلاؤ کھاتے ہوئے دیکھیں گے تو اُن کو کھانے کی خواہش مزید پیدا ہوگی اور بصورت نہ ملنے کے اُن کی دل شکنی ہوگی۔ میرے مرید خواہ وہ غریب ہوں یا امیر، میرا اُن کے ساتھ ایک ہی جیسا تعلق ہے اس لئے ایک ہی قسم کا کھانا پکاؤ۔ گوشت پلاؤ وغیرہ دو تو سب کو دو اور دال دو تو سب کو دو''۔

(رجسٹر روایات صحابہ جلد نمبر 8 صفحہ 64 غیر مطبوعہ)

پس ہمیشہ یہی اصول مدّنظر رکھنا چاہئے۔ حضرت مفتی چراغ صاحب ولد مفتی شہاب الدین صاحب لکھتے ہیں کہ'' حضرت صاحب کو کپورتھلہ کی جماعت سے خاص اُنس تھا۔ حضور نے الگ اس جماعت کے لئے پلاؤ تیار کروایا تھا۔ جب تیار ہو چکا تو حضور نے کسی کو فرمایا کہ جماعت کو کھلا دو۔ (یہ جلسے کے علاوہ کی بات تھی) اُس شخص نے عرض کیا کہ حضور وہ تو چلے گئے ہیں۔ فرمایا یکّہ پر کھانا بٹالہ لے جاؤ اور جب وہ سٹیشن پر اُتریں تو کھانا پیش کر دو۔ اُن کے پیچھے کھانا بھجوایا۔ چنانچہ حضور کا آدمی یکّہ پر، ٹانگے پر کھانا لے کر ہمارے پاس سے گزر گیا ۔ہمیں علم نہ ہوا۔ جب ہم اسٹیشن پر پہنچے تو حضور کی طرف سے کھانا پہلے موجود تھا۔ حضور کے آدمی نے کہا کہ کھانا کھا لیں۔ ہم حیران ہوئے کہ یہ کھانا کہاں سے آیا اِس پر اُس نے سارا قصہ سنایا''۔

(رجسٹر روایات صحابہ جلد نمبر 9 صفحہ 12-11 غیر مطبوعہ)

حضرت میاں عبدالعزیز صاحب مغل بیان فرماتے ہیں کہ'' حضور علیہ السلام کے وقت میں جلسہ سالانہ اُس جگہ ہوا کرتا تھا جہاں آج کل مدرسہ احمدیہ اور مولوی قطب دین صاحب کے مطبّ کی درمیانی جگہ ہے۔ یہاں ایک پلیٹ فارم بنایا گیا تھا جس پر جلسہ ہوتا تھا۔ حضرت صاحب کے زمانے میں جلسے کے دنوں میں عموماً ہم زردہ پلاؤ ہی کھایا کرتے تھے۔ مجھے یاد ہے کہ ایک دفعہ بہت قحط پڑ گیا اور آٹا روپے کا پانچ سیر ہو گیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو لنگر کے خرچ کی نسبت فکر پڑی تو آپ کو پھر الہام ہوا۔ اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ آج سے لنگر کا خرچ دوگنا کر دو۔ اور بڑا مرغن شوربہ پکا کرتا تھا۔

(رجسٹر روایات صحابہ جلد نمبر 9 صفحہ 105 غیر مطبوعہ)

یہ فیض آج تک جاری ہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے۔ اب روپے کا پانچ سیر آٹا اُس زمانے میں، آج کل تو بہت مہنگا ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے یہ فکریں دور کی ہوئی ہیں اور دنیا میں ہر جگہ لنگر کے انتظامات بڑے احسن طریقے سے چلتے ہیں۔

حضرت بابو غلام محمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ریٹائرڈ ہیڈ ڈرافٹس مین۔ یہ کہتے ہیں کہ'' گورداسپور کے مقدمے کے دوران میں ایک رات ٹرین سے ہم اُترے اور سخت تیز ہوا چلی۔ موسم سرما کا تھا، حضور علیہ السلام ایک کوٹھی میں فروکش ہوئے۔ اور آتے ساتھ ہی حکم دیا کہ تکان ہے اب سب سو جائیں۔ ہم سب اپنا اپنا بستر لے کر لیٹ گئے۔ کچھ دیر بعد حضور اپنے بسترے سے اُٹھے اور دبے پاؤں ایک چھوٹی سی لالٹین لئے ہوئے ہر ایک کا بستر ٹٹولا کہ تا یہ معلوم کریں کہ کسی کے پاس بستر ناکافی تو نہیں۔ جس کسی کا بستر اکم دیکھتے حضور اپنے بستر میں سے جا کر کوئی ایک کپڑا اُٹھا لاتے اور اُس پر ڈال دیتے۔ جس طرح سے ماں اپنے بچوں کی حفاظت ایسے سردی کے وقت میں کرتی ہے، حضور نے اپنے بستر میں سے پانچ سات کپڑے نکال کر مہمانوں پر ڈال دیئے۔ میں جاگ رہا تھا اور حضور کی اس شفقت کو دیکھ رہا تھا''۔ (رجسٹر روایات صحابہ جلد نمبر 9 صفحہ 160-159 غیر مطبوعہ)

حضرت ملک غلام حسین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ولد میاں کریم بخش صاحب بیان کرتے ہیں کہ'' ایک دفعہ جلسہ سالانہ کے موقع پر مولوی برہان الدین صاحب جہلمی آئے اور ملاقات کی۔ حضرت صاحب نے مجھے بلا کر فرمایا کہ میاں غلام حسین! یہ مولوی صاحب تو تمہارے ہیں جہاں تم مناسب سمجھو اُن کو رکھو۔ مَیں نے عرض کیا حضور یہ میرے پاس ہی رہیں گے۔ مولوی صاحب بڑے خوش رہے، فرمایا اِن کا خاص خیال رکھو، بوڑھے ہیں۔ ساتھ سالن بھی اندر سے زیادہ منگوا دیا کرو اور شوربہ زیادہ دیا کرو تا کہ اِن کو تکلیف نہ ہو''۔

(رجسٹر روایات صحابہ جلد نمبر 10 صفحہ 341-340 غیر مطبوعہ)

حضرت چوہدری عبدالعزیز صاحب ولد چوہدری احمد دین صاحب کہتے ہیں کہ مَیں یہاں (گوجرانوالہ) سے لاہور کالج میں تعلیم کامل کرنے کے لئے گیا تھا، وہاں سے مَیں اور میاں محمد رمضان صاحب قادیان حضور کی زیارت کے لئے گئے۔ ایک رات ہم وہاں رہے تھے، صبح جب واپس آنے لگے تو حضور نے خود اپنی زبانِ مبارک سے فرمایا کہ ذرا ٹھہر جاؤ۔ پھر ہم نے کھانا کھایا اور دوپہر کو جب چلنے لگے اور اجازت مانگی تو حضور نے اجازت بھی عطا فرمائی اور فرمایا کہ یہاں کثرت سے آیا کرو۔ مَیں نے دستی بیعت بھی کر لی تھی مگر میرے ساتھی نے نہیں کی تھی۔ حضور نے ہمیں آتی دفعہ ایک پراٹھا اور کچھ سالن بھی رومال میں باندھ کر اپنے ہاتھ سے عطا فرمایا تھا۔ (رجسٹر روایات صحابہ جلد نمبر 10 صفحہ 107 غیر مطبوعہ)

حضرت چوہدری عبداللہ خان صاحب ولد چوہدری الٰہی بخش صاحب داتہ زید کا لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ ستمبر کے مہینہ میں چوہدری نصر اللہ خان صاحب اور میں ظہر کے وقت قادیان پہنچے۔ وضو کر کے جماعت میں شامل ہو گئے۔ نماز کے بعد حضرت صاحب محراب میں تشریف فرما ہو گئے۔ چوہدری صاحب کو مخاطب کر کے فرمایا چوہدری صاحب ابھی آئے ہو، کھانا کھالو۔ چوہدری صاحب نے مسکرا کر عرض کیا کہ حضور! کھانے کا کوئی وقت ہے؟ مسکرا کر فرمایا چوہدری صاحب! کھانے کا بھی کوئی وقت ہوتا ہے۔ جب بھوک لگی کھا لیا۔ حضور نے خادم کو بھیجا، کھانا تیار کروا کر لایا اور ہم نے مولوی محمد علی صاحب کے کمرے میں بیٹھ کر کھایا۔ اسی سال کا ذکر ہے بارش بڑی ہوئی تھی جس مکان میں آج کل حضرت میاں بشیر احمد صاحب ہیں یہ مہمان خانہ ہوا کرتا تھا (یہ مسجد اقصیٰ کے قریب کا مکان ہے) ہم اُس جگہ ٹھہرے ہوئے تھے۔ میاں نجم الدین لنگر خانے کے مہتمم تھے۔ لوگوں نے حضرت صاحب کو آواز دے کر عرض کیا کہ حضور! ایک پٹھان ہے وہ گوشت کے بغیر کھانا نہیں کھاتا۔ حضور نے فرمایا اُس کو گوشت پکا دو۔ میاں نجم الدین صاحب نے عرض کی کہ حضور! بارش کی وجہ سے قصابوں نے گوشت کیا نہیں ہے۔ آج کوئی بکرا وغیرہ قصائیوں نے ذبح نہیں کیا۔ حضور نے فرمایا: اچھا تو مرغ تیار کر کے کھلا دو۔ ایک دن وہ پھر آئے اور حضرت اقدس کی خدمت میں عرض کیا کہ حضور! ایک پٹھان ہے جو کہتا ہے کہ میں نے کھچڑی کھانی ہے۔ فرمایا اس کو کھچڑی پکا دو''۔ (رجسٹر روایات صحابہ جلد نمبر 10 صفحہ 273-272 غیر مطبوعہ)

سو مہمانوں کی (جو عام طور پر مہمان آتے تھے) اُن کی خواہشات کا بھی احترام فرمایا کرتے تھے۔

حضرت چوہدری عبدالرحیم صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ'' ایک دفعہ حضرت اقدس نے مجھے پانچ سو روپیہ عطا فرمایا اور فرمایا کہ جلسے کا انتظام آپ کے سپرد کرتا ہوں مگر یاد رہے کہ تمام احباب کے لئے صرف ایک ہی قسم کا کھانا تیار کیا جائے۔ (اگر عام دنوں میں عام مہمان آ رہے ہیں تو اُن کے لئے جو اُن کی خواہش ہوتی تھی وہ پکوا دیا جاتا تھا، لیکن جلسے کے لئے فرمایا کہ سب کے لئے ایک ہی قسم کا کھانا تیار ہونا چاہئے۔ پہلے بھی ایک روایت آ گئی ہے، اب یہ دوسری روایت ہے)۔ بعض لوگوں نے عرض کی کہ مولوی حکیم فضل دین

J.K. Jewellers - Kashmir Jewellers

جے کے جیولرز - کشمیر جیولرز

Mfrs & Suppliers of : Gold and Silver Diamond Jewellery

Shivala Chowk Qadian (India)

Ph. (S) 01872 -224074, (M) 98147-58900,

E-mail: jk_jewellers@yahoo.com

چاندی اور سونے کی انگوٹھیاں خاص احمدی احباب کیلئے

صاحب زیادہ تجربہ رکھتے ہیں مگر حضور نے کوئی جواب نہ دیا۔ خیر خواجہ کمال دین صاحب میرے پاس آئے اور کہنے لگے میرے لئے چاول تیار کروادو۔ میں نے کہا مجھے تو حضرت صاحب کا حکم ہے کہ سب کے لئے ایک ہی قسم کا کھانا تیار کروایا جائے اس لئے اگر آپ چاول کھانا چاہتے ہیں تو اجازت لے دیں۔ کہنے لگے چاولوں کے لئے کیا اجازت مانگوں۔ مَیں نے کہا پھر تو مَیں حضور کی اجازت کے بغیر ایک چاول بھی نہیں دے سکتا۔ اس پر وہ بہت ناراض ہوئے اور جب تک یہاں رہے مجھ پر ناراض ہی رہے۔

(رجسٹر روایات صحابہ جلد نمبر 11 صفحہ 176-175 غیر مطبوعہ)

میاں عبدالعزیز صاحب مغل رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں کہ ’’جب مہمان خانہ اُس مکان میں ہوتا تھا جہاں آج کل حضرت میاں بشیر احمد صاحب رہتے ہیں تو خواجہ کمال الدین صاحب نے لنگر سے ایک بکرے کا گوشت لیا اور تین سیر گھی، کچھ شلجم اور ایک دیگ میں چڑھا کر رات کے وقت پکانا شروع کیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اتفاق سے ساڑھے گیارہ بجے مہمانوں کو دیکھنے تشریف لائے۔ دیگ کو دیکھ کر فرمایا کہ یہ کیا ہے؟ کسی نے عرض کیا کہ حضور! یہ شب دیگ ہے۔ فرمایا شب دیگ کیا ہوتی ہے؟ اُس نے کہا کہ حضور! کچھ گھی ہے، کچھ گوشت، اور کچھ شلجم یہ تمام رات پکیں گے۔ فرمایا مجھے تو کچھ ناپسند ہی ہے کہ لنگر سے الگ پکانا ہو۔ (کہ لنگر میں ایک کھانا پک رہا ہے کسی کے لئے اُس سے الگ ایک پکایا جائے) خیر اُس کے بعد حضور تو چلے گئے لیکن جب یہ سب لوگ سوگئے اور دیگ کے نیچے سے آگ ٹھنڈی ہوگئی تو کہتے ہیں کہ دس بارہ کُتّے آ گئے اور انہوں نے دیگ کو اوندھا کیا اور گوشت کھانا شروع کر دیا۔ جب وہ آپس میں لڑنے لگے تو اُن کی نیند کھل گئی۔ انہوں نے کُتّوں کو ہٹایا اور دیکھا کہ دیگ میں بہت کم سالن رہ گیا ہے۔ اور حضرت صاحب سے عرض کیا کہ ہم یہ سالن چوہڑوں کو دے دیتے ہیں۔ فرمایا کہ پہلے ان کو کہہ دینا کہ یہ کُتّوں کا جُوٹھا ہے پھر اُن کا دل چاہے تو لے جائیں، چاہے نہ لے جائیں۔ جب چوہڑوں سے جا کر پوچھا تو انہوں نے کہا کہ توبہ توبہ۔ ہم کُتّوں کا جُوٹھا کیوں کھانے والے؟ غرض دیگ کو پھینک دیا گیا۔ خواجہ کمال دین صاحب جنہوں نے بڑے شوق سے اپنے کھانے کے لئے لنگر سے ہٹ کے یہ دیگ پکوائی تھی، اُن کے منہ سے کہتے ہیں کہ بے اختیار نکلا کہ ’’مرزا جی دی نظر لگ گئی اے‘‘۔

(رجسٹر روایات صحابہ جلد نمبر 9 صفحہ 47-46 غیر مطبوعہ)

کھانے کو نہیں ملا بیچاروں کو۔ حضرت ملک غلام حسین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ’’مولوی عبدالرحمٰن صاحب شہید افغانستان سے آئے تو حضور سے ملاقات کرنی چاہی۔ کسی شخص نے اُن کو کہا کہ میاں غلام حسین صاحب ملاقات کرایا کرتے ہیں اُس سے کہو۔ وہ مجھے ملے اور فرمایا کہ حضرت صاحب سے ملاقات کرنی ہے۔ مَیں نے کھانا کھلایا۔ پھر فرمایا کہ حضرت صاحب سے ملنا ہے آپ اطلاع کریں۔ (مولوی عبدالرحمٰن صاحب نے کھانے کے بعد کہا کہ مَیں نے حضرت صاحب سے ملنا ہے، آپ اطلاع کریں۔) کہتے ہیں قریباً ایک بجے کا وقت تھا، میں اندر گیا اور دروازہ کھٹکھٹایا، کسی لڑکے نے باری (یعنی کھڑکی) کھولی۔ مَیں نے عرض کی کہ حضرت جی! فرمایا جی۔ مَیں نے عرض کیا کہ ایک آدمی کابل سے آئے ہیں، مولوی عبدالرحمٰن اُن کا نام ہے ملنا چاہتے ہیں۔ فرمایا ابھی اذان ہوگی مسجد میں مل لیں گے۔ مَیں نے عرض کیا کہ حضور! وہ الگ ملنا چاہتے ہیں۔ حضور اندر تشریف لے گئے اور تھوڑی دیر کے بعد واپس آ کر فرمایا کہ جاؤ اُن کو بلا لاؤ۔ مَیں اُن کو اندر لے گیا۔ وہ ڈرتے ڈرتے اندر گئے۔ اُن کے پاس ایک بہت بڑا اسردہ کچھ بادام کچھ چلغوزے اور کچھ اور میوہ جات تھے۔ یہ چیزیں انہوں نے حضرت کے حضور پیش کیں۔ حضور تخت پوش پر تشریف فرما تھے۔ فرمایا مولوی صاحب! اتنی تکلیف آپ نے کیوں کی ہے؟ آپ کو تو بہت فاصلہ یہ چیزیں اُٹھانی پڑی ہوں گی۔ عرض کیا کہ حضور ہرگز کوئی تکلیف نہیں ہوئی بلکہ بڑی خوشی سے مَیں آیا ہوں۔ ریل گاڑی پر بھی کم سوار ہوا ہوں۔ بہت سا حصہ پیدل چل کر آیا ہوں۔ حضور نے فرمایا کہ مولوی صاحب! چائے پئیں گے یا شربت۔ انہوں نے عرض کیا کہ حضور اس وقت مَیں کھانا کھا چکا ہوں آپ تکلیف نہ کریں۔ فرمایا نہیں تکلیف بالکل نہیں ہے۔ مجھے فرمایا کہ میاں غلام حسین! ان کو شربت پلاؤ۔ مَیں اندر گیا اور حضرت اُمّ المومنین نے فرمایا۔ پانی ٹھنڈا نہیں ہے بڑی مسجد سے لے آؤ۔ مَیں بڑی مسجد سے پانی لایا (یعنی مسجد اقصیٰ سے) حضرت اُمّ المومنین نے مجھے شربت بنا دیا۔ مَیں نے پیش کیا۔ انہوں نے ایک گلاس پیا۔ حضور نے فرمایا اور پیو۔ چنانچہ ایک گلاس انہوں نے پیا، کچھ باقی بچ گیا۔ میں نے حضرت صاحب کی خدمت میں عرض کی، حضور آپ بھی پی لیں۔ فرمایا نہیں، لے جاؤ۔ کہا بس لے جاؤ، مَیں نہیں پیوں گا۔ حضرت صاحب نے مجھے فرمایا کہ یہ بہت دور سے آئے ہیں، اِن کے لئے کھانا الگ تیار کیا کرو اور اچھا کھانا اِن کو کھلایا کرو۔ وہ کوئی دو ماہ یہاں رہے اور مجھ پر بہت خوش رہے۔ حضرت صاحب نے مجھے خاص ہدایت کی تھی کہ ان کے لئے ایک وقت میں پلاؤ پکایا کرو‘‘۔ (رجسٹر روایات صحابہ جلد نمبر 10 صفحہ 326-325 غیر مطبوعہ)

حضرت بابو عبدالعزیز صاحب اوورسیئر گوجرانوالہ کے تھے یہ لکھتے ہیں کہ ’’مجھے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں صرف ایک دفعہ دو دن قادیان آنے کا اتفاق ہوا۔ اور مَیں طالب علم تھا اور ایک طالب علم میرے ہمراہ تھا۔ میری سابقہ بیعت تحریری تھی اور مَیں دستی بیعت کے لئے حاضر ہوا تھا۔ بیعت کرنے کے بعد شام کو ہم دونوں واپس آنے لگے تو حضور نے خود زبانِ مبارک سے فرمایا تھا کہ آج رات کو مزید رہو۔ اور رات حضور خود اپنے دستِ مبارک سے ہمارے لئے بستر لائے اور ہم کو اپنے ساتھ بٹھا کر وہیں کھانا کھلایا۔ اور دوسرے روز صبح دو پراٹھے رومال میں باندھ کر ہم کو دیئے اور تھوڑی دور گلی میں ہمارے ساتھ ہمراہ آ کر واپس تشریف لے گئے۔ یہ ان دنوں کا واقعہ ہے جبکہ حضور جہلم میں کرم دین کے مقدمے کے لئے تشریف لے گئے تھے۔ ہاں رات کو ہم دونوں کو گول کمرے کے پاس ملحقہ کسی کمرے میں حضور نے ٹھہرایا تھا۔ وہ پراٹھے مَیں گھر لے آیا تھا اور سب کو بانٹ دیئے تھے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ تھوڑے عرصے کے بعد میری والدہ اور میرے بھائی دونوں احمدی ہوگئے۔ (رجسٹر روایات صحابہ جلد نمبر 12 صفحہ 134 غیر مطبوعہ) (انہوں نے تبرک کو اس کی وجہ سمجھی)۔

حضرت منشی ظفر احمد صاحب فرماتے ہیں کہ ’’حضرت اپنے بیٹھنے کی جگہ کھلے کواڑ نہ بیٹھتے تھے بلکہ کُنڈا لگا کر بیٹھتے تھے۔ (دروازہ بند کر کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بیٹھا کرتے تھے)۔ حضرت صاحبزادہ میاں محمود احمد صاحب تھوڑی دیر کے بعد آ کر کہتے، ’ابّا کُنڈا کھول‘، اور حضور اُٹھ کر کھول دیتے تھے۔ ایک دفعہ حاضرِ خدمت ہوا۔ حضور بوریے پر بیٹھے تھے، مجھے دیکھ کر آپ نے پلنگ اُٹھایا، اندر اُٹھا کر لے گئے۔ مَیں نے کہا حضور مَیں اُٹھا لیتا ہوں۔ آپ فرمانے لگے، بھاری زیادہ ہے، آپ سے نہیں اُٹھے گا۔ اور فرمایا آپ پلنگ پر بیٹھ جائیں، مجھے یہاں نیچے آرام معلوم ہوتا ہے۔ پہلے مَیں نے انکار کیا لیکن آپ نے فرمایا نہیں آپ بلا تکلف بیٹھ جائیں پھر مَیں بیٹھ گیا۔ مجھے پیاس لگی تھی، مَیں نے گھڑوں کی طرف نظر اُٹھائی۔ وہاں کوئی پانی پینے کا برتن نہ تھا۔ آپ نے مجھے دیکھ کر فرمایا کہ آپ کو پیاس لگ رہی ہے، مَیں لاتا ہوں۔ نیچے زنانہ سے جا کر آپ گلاس لے آئے اور پھر نیچے گئے اور وہاں سے دو بوتلیں شربت کی لے آئے جو منی پور سے کسی نے بھیجیں تھیں۔ بہت لذیز شربت تھا۔ فرمایا کہ اِن بوتلوں کو رکھے ہوئے بہت دن ہو گئے کیونکہ ہم نے نیت کی تھی کہ پہلے کسی دوست کو پلا کر پھر خود پئیں گے۔ آج مجھے یاد آ گیا۔ چنانچہ آپ نے گلاس میں شربت بنا کر مجھے دیا۔ مَیں نے کہا پہلے حضور اس میں سے تھوڑا سا پی لیں پھر مَیں پیوں گا۔ آپ نے ایک گھونٹ پی کر مجھے دے دیا۔ اور مَیں نے پی لیا۔ مَیں نے شربت کی تعریف کی۔ آپ نے فرمایا کہ ایک بوتل آپ لے جائیں اور ایک باہر دوستوں کو پلا دیں۔ آپ نے ان دو بوتلوں سے وہی ایک گھونٹ پیا ہوگا۔ مَیں آپ کے حکم کے مطابق بوتلیں لے کر چلا آیا‘‘۔

(رجسٹر روایات صحابہ جلد نمبر 13 صفحہ 345-344 غیر مطبوعہ)

حضرت میاں خیر دین صاحب سیکھوانی کہتے ہیں کہ ’’ایک دفعہ حضور کی خدمت میں حاضر ہوا تو مسجد میں محکم الدین صاحب وکیل بیٹھے ہوئے تھے۔ وکیل صاحب نے مجھے کہا کہ کیا آپ پس خوردہ یعنی تبرک کھانا چاہتے ہیں؟ میں نے کہا، ہاں۔ تو اُسی وکیل صاحب نے حضور کی خدمت میں پیغام بھیجا۔ حضور نے ایک تھالی چاول اور اُس پر شوربہ بکری کا ڈالا ہوا تھا۔ اور ایک طرف سے چند لقمے کھائے ہوئے تھے ایک خادمہ کے ہاتھ بھیجا جو ہم نے مل کر کھایا۔ (رجسٹر روایات صحابہ جلد نمبر 14 صفحہ 33 غیر مطبوعہ)

ماسٹر نذیر خان صاحب ساکن ناڈون لکھتے ہیں کہ ’’ماموں صاحب شہامت خان صاحب نے بیان فرمایا کہ ایک دفعہ قادیان جاتے ہوئے مَیں کمال الدین (یہ دوست بھی احمدی تھے) کو اپنے ساتھ قادیان لے گیا۔ ہمارے لئے حضرت صاحب نے مرزا خدا بخش کو مقرر کیا کہ ہمارے کھانے وغیرہ کا انتظام رکھیں۔ آپ نے حکم دیا کہ یہ پہاڑ سے آئے ہیں یہ چاول کھانے کے عادی ہیں، ان کے لئے چاول ضرور تیار کئے جائیں‘‘۔

(رجسٹر روایات صحابہ جلد نمبر 14 صفحہ 296 غیر مطبوعہ)

(جلسے کے دنوں میں بھی، پاکستان میں بھی ربوہ میں جلسے ہوتے تھے، تو سرحد سے آئے ہوئے لوگوں کے لئے گو باقی سالن تو ایک ہی پکتا تھا۔ لیکن اُن کے لئے خاص اس لئے خمیری روٹی بنائی جاتی تھی کہ وہ فطیری روٹی نہیں کھاتے تھے، یا بعض کے لئے پرہیزی کھانا پکتا تھا، اس لئے اتنی تو احتیاط رکھی جاتی ہے کہ مریضوں کے لئے یا بعض جو خاص کھانے کے عادی ہیں اور دوسرا کھا نہیں سکتے اُن کے لئے بعض چیزیں پک جاتی ہیں لیکن عموماً ایک ہی کھانا پکتا ہے اور اب یہی نظام ہر جگہ رائج ہے کہ عموماً ایک ہی کھانا دیا جاتا ہے۔ اور سوائے اس کے کہ غیر، مہمان آئے ہوں جو کھانہ سکتے ہوں اُن کے لئے بھی ہے۔ ایک اعتراض یہ رہتا تھا کہ وی آئی پی مارکی۔ حالانکہ کھانا اُس وی آئی پی میں صرف ایک ہی ہوتا تھا۔ اب اُس کا بھی نام بدل دیا گیا ہے۔ reserve کر دیا گیا ہے۔ تو بہر حال جلسے کے انتظام کے لئے عموماً ایک کھانا رکھا جاتا ہے سوائے اُن لوگوں کے لئے جو بالکل خاص چیزیں کھانے کے عادی ہوں)۔

حضرت شیخ جان محمد صاحب پنشنر انسپکٹر پولیس لکھتے ہیں کہ ’’میری عمر اس وقت ستاسٹھ سال کی ہے۔ میں نے 1903ء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پہلے بذریعہ خط بیعت کی پھر 1904ء میں بمقام گورداسپور دورانِ مقدمہ مولوی کرم دین بھیں والے میں حاضر ہوا اور سعادۃً دستی بیعت سے مشرف ہوا۔ مَیں

محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں
تیلگو اور اُردو لٹریچر فری دستیاب ہے
فون نمبر: 0924618281,04027172202
09849128919, 08019590070
منجانب: ڈیکو بلڈرز حیدرآباد۔ آندھرا پردیش

منٹگمری سے آیا اور والد صاحب مرحوم چوہدری غلام احمد خان صاحب مرحوم آف کاٹھگڑھ ضلع ہوشیار پور سے بمقام گورداسپور حاضر ہوئے تھے۔ حضرت خلیفۃ اوّل نے چوہدری صاحب مرحوم کی وجہ سے کہ وہ افیون کھاتے تھے ایک علیحدہ چھولداری ہم کو دے دی جس میں ہم تین ٹھہرے اور دیگر احباب بعض نیچے مکان میں اور بعض چھولداریوں میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ چوہدری غلام احمد خان مذکور نے مجھے فرمایا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ باورچی خانے میں بٹیرے پکائے گئے ہیں مجھے دو بٹیرے لادو۔ چنانچہ مَیں نے باورچی خانے سے دریافت کیا تو اُس نے بتلایا کہ لاہور سے مہمان آئے ہوئے ہیں یہ اُن کے لئے پکائے گئے ہیں۔ مَیں ان سے اصرار کر رہا تھا کہ چوہدری غلام احمد خان ایک امیر آدمی اور خوش خور ہیں اور میرے والد صاحب کے دوست ہیں تو ضرور دو بٹیرے دے دو (کہ اِن کے لئے مَیں جو لے جا رہا ہوں وہ امیر آدمی بھی ہیں اور اچھا کھانے والے ہیں)۔ اسی اثناء میں حافظ حامد علی صاحب مرحوم بالائی حصہ مکان میں آ گئے اور یہ ماجرا انہوں نے سنا۔ باورچی نے بتلایا کہ خواجہ کمال الدین صاحب وغیرہ آئے ہوئے ہیں، اُن کے لئے بٹیرے پکائے گئے ہیں تو مَیں مایوس ہو کر چھولداری میں آ گیا۔ تھوڑی دیر بعد حافظ حامد علی صاحب مرحوم ایک طشتری میں دو بٹیرے بُھنے ہوئے لے کر آ گئے اور فرمایا کہ مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ذکر کیا تھا۔ حضور نے فرمایا کہ جلد اُنہیں بٹیرے پہنچاؤ اور فرمایا کہ کل سب کے لئے بٹیرے پکائے جائیں۔ چنانچہ دوسرے دن ایک بڑے دیگچہ میں بٹیرے پکائے گئے اور سب کو کھلائے گئے۔ (رجسٹر روایات صحابہ جلد نمبر 15 صفحہ 17 غیر مطبوعہ)

ڈاکٹر سلطان علی صاحب کی روایت ہے جو چوہدری محمد شریف صاحب بی۔اے نیروبی نے تحریر کی ہے کہ ”1901ء میں مَیں قادیان گیا اور بوقتِ نماز مغرب قادیان مسجد مبارک میں پہنچا جو اُس وقت بہت چھوٹی سی تھی۔ مغرب کے بعد میرے ایک دوست نے جو ہموطن بھی تھے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں عرض کیا کہ یہ افریقہ سے آئے ہیں اور چند سال ہوئے کہ انہوں نے حضور علیہ السلام کی بیعت کی تھی۔ حضور نے مجھ سے افریقہ کے احمدی دوستوں کے حالات دریافت فرمائے۔ پھر ہاتھ اُٹھا کر دعا فرمائی اور میرے ساتھی کو تاکید کی کہ کھانے اور بستر وغیرہ کا خیال رکھیں۔ جب ہم رات کو مہمان خانے میں سوئے تو ایک صاحب دودھ لائے اور فرمایا یہ حضرت صاحب نے آپ کے لئے بھیجا ہے“۔ رجسٹر روایات صحابہ جلد نمبر 2 صفحہ 68 غیر مطبوعہ)

منشی امام دین صاحب لکھتے ہیں کہ ”ایک مرتبہ میری اہلیہ قادیان آئیں۔ مولوی رحیم بخش صاحب مرحوم ساکن تلونڈی جھنگلاں کی اہلیہ بھی ساتھ تھیں۔ واپسی پر میری اہلیہ نے مجھ سے بیان کیا کہ جب ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مکان پر پہنچیں اور اندر داخل ہونے لگیں تو حضرت صاحب تمام خاندان کے ساتھ بیٹھ کر کھانا تناول فرما رہے تھے۔ ہم جلدی سے واپس ہو گئیں۔ حضرت صاحب نے دریافت فرمایا کہ کون ہے؟ عرض کیا گیا کہ مولوی رحیم بخش صاحب ساکن تلونڈی کی اہلیہ ہیں اور دوسری منشی امام الدین صاحب پٹواری کی اہلیہ ہیں۔ حضور نے اندر بلا لیا۔ اِن دنوں میری اہلیہ کی گود میں عزیزم نثار احمد تھا۔ حضور نے اپنے کھانے سے ایک برتن میں کچھ کھانا ڈال کر دیا۔ میری اہلیہ کو کہا کہ لو یہ کھانا بچے کو کھلاؤ۔ ایسا کئی مرتبہ ہوا۔ جب کبھی بھی اہلیہ کھانے کے وقت پہنچیں حضور نے بچے کے لئے کھانا دیا اور یہ حضور کی ذرہ نوازی تھی کہ اپنے مریدین سے ایسی شفقت فرماتے تھے۔ (رجسٹر روایات صحابہ جلد نمبر 11 صفحہ 326-325 غیر مطبوعہ)

حضرت ضمیر علی صاحب ولد محمد علی صاحب لکھتے ہیں کہ ”کمترین بچپن کی حالت میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گھر میں اکثر جایا کرتا تھا۔ ایک دفعہ ہمارے محلے کی بہت سی عورتیں گئیں تو مَیں بھی اُن کے ہمراہ گیا۔ اُن ایام میں میرے دائیں ہاتھ پر ضرب آئی ہوئی تھی کوئی چوٹ لگی ہوئی تھی۔ جب مَیں حضور کے ہاں گیا تو حضور اس وقت مسجد مبارک کے قریب والے کمرے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ مَیں بھی اُس کمرے میں چلا گیا۔ حضور نے بڑے پیار سے مجھے اپنے پاس بٹھا لیا۔ اس کے بعد حضرت اُمّ المومنین گاجروں کا حلوہ لائیں، پہلے حضور نے میرے منہ میں دو تین لقمے اپنے ہاتھ مبارک سے ڈالے اور بعد میں فرمایا، کہ بائیں ہاتھ سے کھا لو، کیونکہ تمہارے دائیں ہاتھ میں چوٹ لگی ہوئی ہے۔ اور پھر کہتے ہیں کہ مَیں نے پیٹ بھر کر کھایا۔“

(رجسٹر روایات صحابہ جلد نمبر 5 صفحہ 132 غیر مطبوعہ)

ایک روایت حضرت شیخ زین العابدین صاحب کی ہے جو شیخ حافظ حامد علی صاحب اور شیخ فتح محمد صاحب کے بھائی تھے۔ کہتے ہیں کہ ”حضور کے زمانے میں مہمانوں کے لئے کھانے کا خاص اہتمام ہوا کرتا تھا۔ حضور کو مہمانوں کی مدارات کا خاص خیال رہتا تھا۔ میرے بھائی حافظ حامد علی صاحب نے بیان کیا کہ ایک دفعہ غالباً جلسہ سالانہ کا موقع تھا اور چار دیگیں چاولوں کی پک رہی تھیں، دو زردے کی اور دو پلاؤ کی۔ ایک دن حضور علی الصبح لنگر خانے میں گئے اور باورچی کو کہا کہ ڈھکنا اُٹھاؤ، ہم چاول دیکھنا چاہتے ہیں۔ اُس نے ڈھکنا اُٹھایا حضور کو خوشبو اچھی نہ آئی۔ اس پر حضور نے دوسری دیگیں بھی دیکھیں اور فرمایا کہ زردے کی دونوں دیگوں کو ڈھاب میں پھینک دو، یہ اچھی نہیں ہے۔ (یقیناً اللہ کی طرف سے ہی کچھ دل میں ڈالا گیا ہوگا کہ دیگیں چیک کرنی چاہئیں)۔ فرمایا کہ جب ہمیں اُن کی خوشبو پسند نہیں آئی تو ہمارے مہمانوں کو کیسے آئے گی؟) چنانچہ حضور کے حکم کی تعمیل کی گئی“۔ (رجسٹر روایات صحابہ جلد نمبر 11 صفحہ 71 غیر مطبوعہ)

حضرت میاں اللہ دتہ صاحب ولد میاں لکھن خان صاحب مال پور ضلع ہوشیار پور لکھتے ہیں کہ ”مَیں جب 1906ء کو سالانہ جلسے پر قادیان آیا تو حضور کی دو تقریریں سنیں۔ پہلی تقریر صبح کے وقت حضور کے مکان پر ہوئی جو اب حضرت بشیر احمد صاحب کا مکان ہے اور اس کو بیٹھک کہا کرتے تھے۔ جہاں اب باہر کی طرف سیڑھی بنی ہوئی ہے وہاں کھڑکیاں بھی تھیں اور ایک دروازہ تھا، دروازے کا نشان ابھی تک موجود ہے۔ حضور نے مہمانوں کے آگ تاپنے کے لئے ایک انگیٹھی بھجوائی۔“ (سردی کے دن تھے، انگیٹھی بھجوائی، کوئلے بھجوائے) ”جس کے بعد جلد ہی حضور بھی تقریر کے لئے اوپر سے تشریف لے آئے“۔

(رجسٹر روایات صحابہ جلد نمبر 4 صفحہ 51 غیر مطبوعہ)

مہمانوں کا اس لحاظ سے بھی خیال رکھا کہ اُن کو سردی نہ لگے۔

میاں عبدالعزیز صاحب مغل رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں کہ ”ایک دفعہ ہم آٹھ بجے شام کو بٹالہ اُترے۔ ہم بیس بائیس آدمی تھے۔ چاند کی روشنی تھی اور گرمیوں کے دن تھے۔ مفتی محمد صادق صاحب بھی تھے، بابو غلام محمد صاحب بھی تھے۔ ہم رات کے ساڑھے گیارہ بجے قادیان پہنچے۔ حضور باہر تشریف لائے۔ حافظ حامد علی صاحب کو آواز دی وہ بھی آ گئے۔ حضور نے دریافت کیا کہ لنگر میں جا کر دیکھو کوئی روٹی ہے؟ عرض کیا حضور اڑھائی روٹیاں اور کچھ سالن ہے۔ فرمایا وہی لے آؤ۔ مسجد مبارک کی اوپر کی چھت پر سفید چادر بچھا کر حضور ایک طرف بیٹھ گئے۔ ہم تمام آس پاس بیٹھ گئے۔ حضور نے ان روٹیوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے ہمارے آگے پھیلا دیئے۔ مجھے خوب اچھی طرح یاد ہے کہ ہم تمام نے سیر ہو کر کھایا اور پھر بھی کچھ ٹکڑے بچے ہوئے تھے تو اُسی چادر میں وہ لپیٹ کر لے گئے“۔ (رجسٹر روایات صحابہ جلد نمبر 9 صفحہ 15 غیر مطبوعہ)

اس کی دوسری روایت سے بھی تصدیق ہوتی ہے۔

میاں محمد یٰسین صاحب احمدی ٹیچر گورنمنٹ سکول دالبندین لکھتے ہیں کہ ”حضرت امیر الدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ساکن گجرات نے بیان کیا کہ شروع شروع میں بہت کم آدمی ہوتے تھے۔ ایک دفعہ ہم پانچ سات آدمی حضرت مسیح موعود کے مہمان ٹھہرے تو حضور نے چاولوں کا دیگچہ لا کر اور خود نکال کر برتن میں ڈالے اور ہمارے آگے رکھ کر ہم کو کھلائے۔ (رجسٹر روایات صحابہ جلد نمبر 12 صفحہ 101 غیر مطبوعہ)

پھر جس طرح یہ تعداد بڑھتی گئی، لنگر خانے کے سپرد اور باقی انتظامیہ کے سپرد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انتظام کیا اور ہمیشہ فرمایا کرتے تھے کہ اِن کا خیال رکھیں۔

ملک غلام حسین صاحب مہاجر ولد میاں کریم بخش صاحب لکھتے ہیں کہ ”حضور ہمیشہ تاکید فرمایا کرتے تھے کہ دیکھو میاں غلام حسین! مہمانوں کو کسی قسم کی تکلیف نہ ہو۔ (رجسٹر روایات صحابہ جلد نمبر 10 صفحہ 336 غیر مطبوعہ)

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ فقرہ آج بھی ہمارے لئے اتنا ہی اہم ہے جتنا حضرت میاں غلام حسین کے لئے تھا اور اللہ تعالیٰ سے یہ دعا بھی کرنی چاہئے اور تمام کارکنان کو کوشش بھی کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ اُنہیں احسن رنگ میں اپنے فرائضِ مہمان نوازی ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہمیشہ یاد رکھیں کہ صرف کھانا کھلانا ہی نہیں بلکہ جیسا کہ میں نے کہا تمام انتظامات مہمانوں کی سہولت کے لئے ہوتے ہیں، اس لئے ہر جگہ پر تمام کارکنان اپنے فرائض احسن رنگ میں ادا کرنے کی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ سب کو توفیق دے۔

ابھی نماز جمعہ کے بعد میں چند جنازے پڑھاؤں گا۔ ایک تو جنازہ حاضر ہے مکرم شیخ مبارک احمد صاحب ابن مکرم خان فرزند علی خان صاحب کا جو یہاں لمبے عرصے سے رہ رہے تھے۔ اور ان کے والد خان فرزند علی خان صاحب بھی جماعت میں بڑی پہچان والے ہیں۔ جو 1928-29ء میں انگلستان میں امام بھی رہے ہیں۔ انہوں نے ریٹائر ہو کر زندگی وقف کی تھی۔ پھر یہ ناظر بیت المال بھی رہے۔ کچھ عرصہ ناظرِ اعلیٰ بھی رہے اور ’خان‘ کا خطاب آپ کو انگریز حکومت کی طرف سے ملا تھا۔ مکرم شیخ مبارک احمد صاحب اُن کے بیٹے تھے۔ 10 رجولائی کو 90 سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی ہے، اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ کو کچھ عرصہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسسٹنٹ پرائیویٹ سیکرٹری کی حیثیت سے بھی خدمت کی توفیق ملی۔ پھر پاکستان میں آپ کو نائب ناظر تعلیم کے طور پر کام کرنے کی توفیق ملی۔ 1961ء میں یہ یوکے آ گئے تھے۔ یہاں بحیثیت صدر قضاء بورڈ، نیشنل سیکرٹری امور عامہ، سیکرٹری رشتہ ناطہ کے علاوہ کئی شعبوں میں خدمت کی توفیق پائی ہے۔ نہایت ہمدرد اور سلسلہ کے فدائی اور خلافت سے وفا کا تعلق رکھنے والے خادمِ سلسلہ تھے۔ باوجود پیرانہ سالی کے اور بیماریوں کے بڑی باقاعدگی سے مجھے خط بھی لکھا کرتے تھے اور ایک دو دفعہ ملنے بھی آئے ہیں۔ بڑا اخلاص اور وفا کا تعلق تھا۔ عہدیداران کی بھی بہت عزت کیا کرتے تھے۔ مالی قربانیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے تھے۔ اپنی اولاد کو بھی اس کی تلقین کرتے رہتے تھے۔ تبلیغ کا بھی شوق تھا۔ اپنے حلقہ احباب میں کسی نہ کسی رنگ میں پیغام پہنچاتے رہتے تھے۔ ان کے پسماندگان میں چار بیٹیاں اور دو بیٹے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو بھی اپنے بزرگ والدین، ان کے دادا کی طرح جماعت سے اخلاص و وفا کا تعلق رکھنے کی توفیق عطا فرمائے اور مرحوم کے درجات بلند فرمائے۔

دوسرا جنازہ جو غائب جنازہ ہے وہ ملک مبرور احمد صاحب شہید نوابشاہ کا ہے جن کو 11 جولائی

2011ءکورات تقریباً سوا آٹھ بجے ان کے چیمبر میں شہید کر دیا گیا۔ یہ وکیل تھے۔ انہوں نے اپنی گاڑی باہر چیمبر میں کھڑی کی اور چیمبر سے باہر نہیں آئے تھے کہ قریبی جھاڑی میں سے چھپے ہوئے ایک نامعلوم شخص نے باہر نکل کر کنپٹی پر پستول رکھ کر فائر کر دیا اور جو حملہ آور تھا وہ فائر کرنے کے بعد سٹیشن کی طرف بھاگ گیا۔ ان کے بھائی ملک وسیم احمد صاحب بھی ان کی گاڑی کے قریب ہی تھے، وہ حملہ آور کے پیچھے دوڑے تو انہوں نے ان پر بھی فائر کئے لیکن الحمدللہ یہ بھائی تو بچ گئے۔ لیکن بہرحال ملک مبرور احمد صاحب کی شہادت ہوئی ہے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ پہلے بھی ایک دفعہ ان پر قاتلانہ حملہ ہوا تھا۔ ان کی عمر پچاس سال تھی۔ گو جماعتی مخالفت کے علاوہ بھی ان کی کاروباری دشمنی تھی یا یکطرفہ دشمنی کہنا چاہئے کیونکہ بعض ایسے مقدمات تھے جن میں انہوں نے وہاں کے بعض بڑے لوگوں نے جو قتل کئے ہوئے تھے ان کے مقتولوں کے مقدمے لڑے اور ان کے ساتھ دیئے ہوئے تھے اس وجہ سے بھی دشمنی تھی، کچھ اور بھی دشمنیاں تھیں لیکن بہرحال جماعتی دشمنی غالب تھی۔ تو یہ جماعتی خدمات بھی انجام دے رہے تھے۔ اور خدام الاحمدیہ میں بھی ناظم عمومی ضلع کے طور پر خدمات انجام دیتے رہے۔ سیکرٹری جائداد بھی رہے۔ آجکل جماعت نوابشاہ کے صدر تھے۔ اور پولیس وغیرہ سے تو اِن کے تعلقات گہرے تھے اس لئے ان کے جو دوسرے دشمن تھے ان کی دشمنی بھی اس وجہ سے بڑھ گئی تھی کہ ان تعلقات کی وجہ سے عموماً جو کیس یہ لیتے تھے یا جن مقتولوں کی انہوں نے حمایت کی، اور اُن کے کیس لڑے اُن کی وجہ سے جو قاتل تھے وہ بہرحال ان کے خلاف ہو گئے تھے اور پھر احمدیت کی وجہ سے بھی ان کو دھمکیاں ملتی رہی تھیں۔ ان کا بھی جنازہ غائب ادا کیا جائے گا۔

تیسرا جنازہ غائب ہے مکرمہ رضیہ بیگم صاحبہ دارالرحمت وسطی ربوہ کا جو 25/جون کو فوت ہوئی ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ حضرت میاں عبداللہ صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی بیٹی اور ہمارے مبلغ سلسلہ قازقستان سید حسن طاہر بخاری کی والدہ تھیں۔ نیک، عبادت گزار تھیں، خلافت سے وفا کا تعلق رکھنے والی، نظامِ جماعت کے ساتھ بھرپور تعاون کرنے والی، مخلص خاتون تھیں۔ باوجود غربت کے آپ نے 24 سال کی عمر میں 1/3 حصہ کی وصیت کی تھی۔ کچھ عرصہ شدید مالی تنگی کی وجہ سے وصیت ادا نہ کر سکیں تو دفتر وصیت کی طرف سے انہیں کہا گیا کہ وصیت کا حصہ کم کروالیں، لیکن آپ نے جواب دیا کہ مَیں نے خدا تعالیٰ سے وعدہ کیا ہوا ہے وہ انشاءاللہ خود ہی سامان فرمائے گا اور توفیق بخشے گا۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے اُن کے ساتھ ایسا ہی سلوک فرمایا اور ایک موقعہ پر انہوں نے اپنا سارا بقایا یکمشت ادا کر دیا۔ آپ کو دو تین شدید حادثات بھی پیش آئے۔ ایک مرتبہ ٹرین کی پٹڑی کے ساتھ ساتھ پیدل چلتے ہوئے ٹرین نے ٹکر ماردی جس سے آپ شدید زخمی ہوئیں۔ اس کے علاوہ بھی بعض حادثات ہوئے لیکن شدید حادثات اور لمبے عرصے پر محیط مشکل حالات کو بڑی ہمت اور صبر سے انہوں نے تنہا برداشت کیا۔ حسن طاہر بخاری، جو آپ کے بیٹے ہیں، آپ کی وفات کے وقت ملک سے باہر تھے۔ ہمیشہ اُن کی ہمت بندھایا کرتی تھیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور ان تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے۔ ابھی نمازِ جمعہ کی ادائیگی کے بعد میں باہر جا کر (کیونکہ ایک حاضر جنازہ ہے اس لئے وہاں جا کر) جنازہ پڑھوں گا اور احباب یہیں مسجد میں رہیں اور میرے پیچھے نمازِ جنازہ ادا کریں۔☆

صد فیصد ادائیگی چندہ تحریک جدید

جیسا کہ احباب کو علم ہے کہ وعدہ جات چندہ تحریک جدید کا سال یکم نومبر سے شروع ہو کر ۳۱/اکتوبر کو ختم ہوتا ہے۔ اس جہت سے جاریہ سال ختم ہونے میں اب صرف دو ماہ ہی باقی رہ گئے ہیں جبکہ سال رواں کے وعدوں کے بالمقابل وصولی کی رفتار بہت سست ہے۔ جو ہم سب کیلئے فکر انگیز ہے۔ اس لئے وکالت مال تحریک جدید جملہ وعدہ کنندگان سے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے درج ذیل مبارک الفاظ میں درمندانہ اپیل کرتی ہے کہ:۔

”اگر تم نے احمدیت کو دیانت داری سے قبول کیا ہے تو اے مردو! اور اے عورتو! تمہارا فرض ہے کہ تحریک جدید کے اغراض و مقاصد میں میرے ساتھ تعاون کرو۔ زمین و آسمان کا خدا گواہ ہے کہ جو کچھ میں کہہ رہا ہوں اپنے نفس کیلئے نہیں کہہ رہا۔ خدا تعالیٰ اور اسلام کیلئے کہہ رہا ہوں۔ محمد رسول اللہ ﷺ کیلئے کہہ رہا ہوں۔ تم آگے بڑھو اور اپنا تن، اپنا من اور اپنا دھن خدا اور اس کے رسول ﷺ کیلئے قربان کر دو“۔

(کتاب پانچ ہزاری مجاہدین صفحہ ۸)

جملہ زونل و مقامی امراء صدر صاحبان جماعت اور زونل و مقامی سیکرٹریان تحریک جدید سے درخواست ہے کہ وہ اپنی اپنی جماعت کے تمام مخلصین سے ان کے وعدوں کی صدفی صد وصولی کے سلسلہ میں ابھی سے پرزور اور موثر کوششیں شروع کر دیں تا جماعت احمدیہ بھارت اپنی شاندار روایات کو برقرار رکھتے ہوئے دربار خلافت سے ملنے والے سال رواں کے ٹارگیٹ کو بھی بتمام و کمال پورا کر کے پیارے آقا کی مقبول بارگاہ الٰہی دعاؤں سے وافر حصہ پانے کی سعادت حاصل کر سکیں۔ وباللہ التوفیق۔

اللہ تعالیٰ آپ کی مساعی کو بارآور کرے اور تمام مخلصین جماعت کو اپنے بے پایاں فضلوں، رحمتوں اور برکتوں کا وارث بنائے۔ آمین۔ (وکیل المال تحریک جدید قادیان)

عاجزانہ اظہارِ تعزیت

بحضور سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالی بنصرہ العزیز ،

بر وفات حضرت سیدہ ناصرہ بیگم صاحبہ رحمہ اللہ تعالی

کوئی سمجھے بھی تو سمجھے گا کسی کا غم کیا ؟ ڈھارسیں چند ہی لمحوں کی بنیں مرہم کیا ؟
شدتِ غم کی ہو عکاس یہ چشمِ نم کیا؟ درِ جاناں پہ اگر اشک بہیں تو غم کیا؟
تیرے اسوہ کا تو ہے اسوہء کامل ہے امام
تیرے اس غم میں بھی شامل ہیں ترے سارے غلام

محفلِ عشق میں سازِ غمِ جاناں چھیڑو! آج تو تذکرہء خلوتِ سلطاں چھیڑو!
وہ جو اک تار رہا کرتا ہے پنہاں چھیڑو! سوز وہ جس پہ ملائک بھی ہیں نازاں چھیڑو!
جن کے ہر غم سے تڑپ جاتا ہے تو صبح و شام
تیرے اس غم میں بھی شامل ہیں ترے سارے غلام

مرحبا! کس کو فرشتے ہیں بُلانے آئے رفتگانِ رہِ روشن سے ملانے آئے
وصلِ جاناں کے نئے جام پلانے آئے ہاں مگر ایک جماعت کو رُلانے آئے
تجھ سے سیکھا ہے ، نہیں اشک بہانا سرِ عام
تیرے اس غم میں بھی شامل ہیں ترے سارے غلام

بابِ جنّت سے صدا آج یہ باہر آئی حضرتِ مصلحِ موعود کی دختر آئی
حضرتِ ناصر و طاہر کی خواہر آئی حضرتِ ناصرہ منصور بھی اب گھر آئی
مادرِ حضرتِ مسرور پہ لاکھوں کا سلام
تیرے اس غم میں بھی شامل ہیں ترے سارے غلام

ہو مبارک یہ حسیں سفرِ سُوئے اہلِ کمال اس سے کیا بڑھ کے بھی ہے اور نفاست کی مثال
چن کے رکھا تھا خدا نے بھی یہی وقتِ وصال تاکہ جلسہ میں نہ ہو کوئی بھی اس غم سے نڈھال
کیا عجب شان ہے مولا کی یہ سب اُس کے کام
تیرے اس غم میں بھی شامل ہیں ترے سارے غلام

جسکی انکھوں نے ہیں دیکھیں وہ فتوحاتِ کمال ہر خلافت کے زمانے میں محیطِ صد سال
پنجتن کی ہے ملی صحبت فخرِ ابدال تھی محمدؐ کی بھی اور اُس کے یہ مہدی کی بھی آل
ہو محمد ﷺ پہ سلام آلِ محمد ﷺ پہ سلام
تیرے اس غم میں بھی شامل ہیں ترے سارے غلام

فاروق محمود (لندن)

درخواست دُعا

گزشتہ ماہ مندرجہ ذیل احباب نے اعانت بدر ادا کرتے ہوئے اپنے نیک مقاصد میں کامیابی اور دینی و دنیاوی ترقیات کیلئے درخواست دُعا کی ہے۔ ان کے نام مندرجہ ذیل ہیں۔ قارئین بدر سے ان کے لئے خصوصی دُعا کی درخواست ہے۔ (ادارہ)

مکرم انیس احمد صاحب ظہیر آباد۔ مکرم عبدالباسط صاحب ظہیر آباد۔ محترمہ بی جان بی صاحبہ۔ محترمہ عالیہ پروین صاحبہ محترمہ عائشہ عالم چنتہ کنٹہ۔ مکرم ظہور احمد چنتہ کنٹہ۔ محترمہ رفیعہ بیگم صاحبہ۔ مکرم وسیم احمد صاحب چنتہ کنٹہ۔ محترمہ عفت بیگم صاحبہ چنتہ کنٹہ۔ محترمہ صبیحہ بیگم صاحبہ چنتہ کنٹہ۔ مکرم عبدالمنعم زبیر صاحب چنتہ کنٹہ۔ محترمہ عرشیہ تسنیم صاحبہ۔ محترمہ ناصرہ بیگم صاحبہ۔ مکرم نصیر احمد صاحب خادم۔ مکرم ابصار احمد۔ مکرم طارق بشیر صاحب۔

NAVNEET JEWELLERS نونیت جیولرز
Manufacturers of All Kinds of Gold and Silver Ornaments
خالص سونے اور چاندی کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
'الیس اللہ بکافٍ عبدہ' کی دیدہ زیب انگوٹھیاں اور لاکٹ وغیرہ احمدی احباب کیلئے خاص
Main Bazar Qadian (Gsp) Punjab (Ph. 01872-220489, (R) 220233

اظہار تشکر

قسط اوّل

محمد عمر۔ نائب ناظر اعلیٰ قادیان

مکرم ومحترم محمد عمر صاحب نائب ناظر اعلیٰ قادیان کو ایک لمبا عرصہ تبلیغی میدان میں خدمات کی توفیق ملی ہے۔ اور اس وقت آپ بطور نائب ناظر اعلیٰ قادیان خدمت بجا لا رہے ہیں۔ آپ نے اپنے حالات زندگی تحدیث نعمت کے طور پر شائع کئے ہیں۔ ان حالات زندگی کو سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ملاحظہ فرما کر خوشنودی کا اظہار فرمایا ہے۔ سیدنا حضور انور نے اپنے مکتوبِ مبارک میں محترم ناظر صاحب اعلیٰ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ

”ایک ہزار کی تعداد میں شائع کروائیں۔ خرچ میں ادا کر دوں گا۔ میں نے جستہ جستہ دیکھا ہے۔ بعض واقعات ایسے ہیں جو دوسروں کیلئے خاص طور پر نئی نسل کے لئے ازدیادِ علم اور معرفت کا باعث ہوں گے انشاء اللہ۔ اندازِ تحریر بھی اچھا ہے۔ (دستخط مرزا مسرور احمد 5.11.2010)

محترم مولانا صاحب کی کتاب اظہارِ تشکر سے چیدہ چیدہ واقعات قارئین بدر کیلئے پیش خدمت ہیں۔ محترم مولانا صاحب کی صحت و تندرستی درازی عمر و فعال زندگی کیلئے دُعا کی درخواست ہے۔ (مدیر)

خاکسار کے بعض اعزہ و اقرباء کی شدید خواہش ہے کہ خاکسار اپنی آپ بیتی ریکارڈ کرے۔ اِس خواہش کے پیش نظر خاکسار اپنی زندگی کے بعض واقعات اپنی یادداشت کی مدد سے قلمبند کر رہا ہے۔ اس میں خاکسار کی خودنمائی یا ریاکاری کا کوئی دخل نہیں۔ صرف خدا تعالیٰ کا فضل و کرم اور اس کی نعمت کی تحدیث کے طور پر ذکر کرنا اور خدا تعالیٰ کا شکر بجا لانا ہی مقصد ہے۔

پیدائش:

خاکسار کی پیدائش کیرلہ کے بمقام کنور جو کیرلہ کی ابتدائی جماعتوں میں سے ہے مورخہ ۲۵/ اپریل ۱۹۳۴ء میں جناب پی کے ابراہیم صاحب اور حلیمہ بی کے ہاں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد خاکسار اپنے ماموں کے پاس کلکتہ چلا گیا۔ اُس وقت کلکتہ میں مبلغ انچارج محترم مولانا محمد سلیم صاحب سابق مبلغ بلاد عربیہ تھے۔ آپ کی شخصیت درس و تدریس خطبات و تقاریر سے متاثر ہو کر خاکسار کے دل میں شدید خواہش پیدا ہوئی کہ قادیان میں جا کر دینی تعلیم حاصل کروں اور اس طرح سلسلہ کا مبلغ بنوں۔

چنانچہ اِس خواہش کی تکمیل میں خاکسار ۱۹۵۶ کے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر قادیان کیلئے روزنہ ہوا۔ اُس وقت تقسیم ملک کے بعد مدرسہ احمدیہ کا پہلا سال چل رہا تھا۔ خاکسار اگلے سال یعنی ۱۹۵۵ء میں مدرسہ احمدیہ میں داخل ہوا۔ میرے ساتھ دو طلباء مکرم سید بشیر الدین صاحب سونگڑوی اور محمد عارف الدین صاحب حیدرآبادی پڑھتے تھے۔ ان میں سے خاکسار اور مکرم سید بشیر الدین صاحب فارغ التحصیل ہوئے۔ تیسرا طالبعلم نہ صرف پڑھائی چھوڑ کر چلا گیا بلکہ مرتد ہو کر جماعت ہی چھوڑ گیا۔

اُس وقت مدرسہ احمدیہ میں داخلہ کیلئے میرے علم کے مطابق کوئی شرط نہیں تھی۔ البتہ اردو جاننا ضروری تھا۔ اس لئے کہ ذریعہ تعلیم صرف اردو ہی ہوا کرتا تھا۔ خاکسار کو اردو سے نابلد ہونے کی وجہ سے داخلہ کیلئے کافی دِقت اُٹھانی پڑی تھی۔ کئی افراد نے مجھے واپس چلے جانے کا مشورہ دیا۔ لیکن میں مایوس نہیں ہوا۔ خاکسار نے اُس وقت کے ناظر تعلیم و تربیت محترم حکیم خلیل احمد صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی شدید خواہش کا اظہار کیا۔ ان کی شفقت اور مہربانی سے مجھے مدرسہ احمدیہ اور بورڈنگ احمدیہ میں داخلہ مل گیا۔ اُس وقت مجھے محترم مولوی عطاء اللہ خان صاحب مرحوم ٹیوٹر بورڈنگ ہاؤس اردو اور قرآن مجید کے پہلے سپارے کا لفظ بلفظ ترجمہ پڑھاتے رہے۔ تقریباً ایک سال تک اُنہوں نے مجھے پڑھایا۔

اُس وقت مدرسہ احمدیہ میں چھ سال کا نصاب تھا۔ پہلے چار سال میں نظارت تعلیم کی طرف سے مقرر کردہ نصاب تھا اور آخری دو سال میں پنجاب یونیورسٹی کا مولوی فاضل H.A امتحان کا نصاب تھا۔

مذکورہ چھ سال کے مضامین جہاں تک مجھے یاد ہے درج ذیل ہیں۔

۱۔ قرآن مجید کا ترجمہ پہلے چار سالوں میں ختم کیا جاتا ہے۔ ۲۔ تفسیر بیضاوی پہلی جلد۔ ۳۔ حدیث نبراس المؤمنین۔ ۴۔ حدیث ریاض الصالحین۔ ۵۔ حدیث عمدۃ الاحکام۔ ۶۔ حدیث ترمذی۔ ۷۔ القروۃُ الراشدہ۔ چاروں حصص۔ ۸۔ سبع مُعلّقہ ۹۔ حماسہ ۱۰۔ متنبّی۔ ۱۱۔ فقہ احمدیہ دونوں حصص۔ ۱۲۔ الھدایہ (دونوں جلدیں) ۱۳۔ کتاب الصرف۔ ۱۴۔ کتاب النحو۔ ۱۵۔ الفیہ۔ ۱۶۔ سُلّم العلوم (فلسفہ)

اس عرصہ میں سلسلہ کی صرف تین کتابیں ہی پڑھائی جاتی تھیں۔

۱۔ کشتی نوح۔ ۲۔ لیکچر سیالکوٹ۔ ۳۔ دعوۃ الامیر۔

ان کتب کے علاوہ تفسیر کبیر یا سلسلہ کی کوئی کتاب جہاں تک میری یادداشت ہے نہیں پڑھائی جاتی تھی۔ خاکسار اپنی طرف سے خود مطالعہ کیا کرتا تھا۔ اُس وقت محترم مولانا محمد ابراہیم صاحب قادیانی مدرسہ احمدیہ کے ہیڈ ماسٹر ہوا کرتے تھے اور محترم مولانا محمد حفیظ صاحب بقاپوری، محترم مولانا محمد یوسف صاحب۔ محترم مولانا محمد عمر علی صاحب ہمارے اساتذہ تھے۔ سب اساتذاء کرام نہایت محنت اور خلوص کے ساتھ ہمیں پڑھایا کرتے تھے۔

خاکسار ۱۹۶۱ء کے شروع میں مولوی فاضل کے امتحان میں کامیابی حاصل کرنے کے بعد مدرسہ احمدیہ قادیان میں ایک سال تک بطور معلم خدمت بجا لاتا رہا۔ اس کے بعد ۱۹۶۲ اگست میں حیدرآباد میں بطور مبلغ میرا تقرر ہوا۔ اُس وقت حیدرآباد میں محترم چوہدری مبارک علی صاحب مبلغ انچارج ہوتے تھے۔ ایک سال کے بعد موصوف کا تبادلہ مرکز میں بطور ناظر اُمور عامہ ہوا تو مرکز نے خاکسار کو مبلغ انچارج مقرر فرمایا۔

حیدرآباد میں تبلیغ، تعلیم و تربیت وغیرہ شعبوں میں بہت مصروف زندگی گذرتی تھی۔ روزانہ صبح و شام حیدرآباد کے لال ٹھیکری، ملے پلی، شکر گنج، سعید آباد وغیرہ محلّہ جات میں قائم شدہ سنٹروں میں قرآن مجید ناظرہ اس کا ترجمہ اور دینیات وغیرہ پڑھایا کرتا تھا۔ روزانہ سارے شہر میں میلومیل سائیکل پر سوار ہو کر بچوں اور بچیوں کو پڑھایا کرتا تھا۔ یہ ۶۷۔ ۱۹۶۳ کے زمانہ کی بات ہے۔ لیکن مرورِ زمانہ کے باوجود وہ لوگ اب بھی خاکسار کو یاد کرتے اور دعائیں دیتے رہتے ہیں۔

تبلیغ:

حیدرآباد میں ہر محلّہ میں رات کو عشاء کی نماز کے بعد محلّہ واری جلسہ عام ہوا کرتا تھا۔ احمدی وغیر احمدی سامعین کے علاوہ رات کے سناٹے میں محلّہ میں لاؤڈ سپیکر کے ذریعہ مقررین کی آوازیں گونجتی بھی تھیں۔ وہ زمانہ بہت امن و سکون اور پیار و محبت اور رواداری کا زمانہ تھا۔ اِس وقت حالت بہت بدل گئی اور بگڑ گئی۔ خدا کرے کہ حالات میں تبدیلی واقع ہو اور پھر سے پرامن فضا قائم ہو۔

عیسائی مشن سے چند استفسارات:

اُس زمانہ میں حیدرآباد کی ایک تنظیم Henry Martin Institute (ہما) کی طرف سے حیدرآباد اور مضافات میں عیسائیت کی تبلیغ زور و شور سے ہوتی تھی۔ اس سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے خاکسار نے عیسائی مشن سے چند استفسارات کے عنوان پر ایک کتابچہ مرتب کر کے شائع کروایا اور عیسائی حلقوں میں خوب تقسیم کیا گیا۔ اس دوران خاکسار کو مذکورہ عیسائی مشن ہما کی طرف سے فون آیا کہ کتابچہ مل گیا ہے۔ لیکن اردو میں ہونے کی وجہ سے ہماری سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا۔ اس لئے اُسے انگریزی میں ترجمہ کر کے بھیج دیا جائے۔ چنانچہ خاکسار نے انگریزی میں اس کا ترجمہ کروا کر A Few Questions to the Christian Mission کے زیر عنوان شائع کروایا اور اسے بھی عیسائی حلقوں میں وسیع پیمانے پر تقسیم کیا گیا۔

ان سوالوں کا انہوں نے کیا جواب دینا تھا۔ البتہ خاکسار کو کئی دفعہ اور خاص کر آدھی رات بذریعہ فون دھمکی دیتے رہے کہ تمہیں پولیس سے پکڑوا دیں گے۔ وغیرہ۔ لیکن آج تک بائبل کے حوالوں کی بنیاد پر کئے گئے سوالوں کا کوئی جواب نہیں دیا گیا۔

انجمن تعمیر ملت:

حیدرآباد میں مسلمانوں کی ایک تنظیم انجمن تعمیر ملت ہوا کرتی تھی۔ اس انجمن کی طرف سے وسیع پیمانے پر ہر سال سیرت النبی کا جلسہ ہوا کرتا تھا۔ جلسہ گاہ میں مردوں کے علاوہ عورتوں کے لئے بھی علیحدہ انتظام ہوتا تھا۔ ایک سال جس تاریخ کو یہ جلسہ ہونا تھا اس سے ایک روز قبل شام کو چھ بجے خاکسار کو جلسہ کے بارے میں دعوت نامہ ملا۔ اس میں مسئلہ ختم نبوت کے عنوان پر ایک معاند احمدیت مولوی حمید الدین صاحب عاقل کی تقریر رکھی گئی تھی۔ موصوف ہمیشہ آیۃ خاتم النبیین اور حدیث لا نبی بعدی کو لے کر ہر جلسہ میں ہمارے خلاف تقریریں کیا کرتے تھے۔ جب خاکسار کو یہ پروگرام ملا تو بہت فکر دامنگیر ہوگئی کہ یہ شخص ہزاروں عامۃ المسلمین کو جماعت کے خلاف ورغلائے گا۔ اس کا فوری سد باب ہونا چاہئے۔ چنانچہ خاکسار نے اُس وقت کے امیر محترم سیٹھ محمد معین الدین صاحب کو بذریعہ فون مشن ہاؤس آنے کی دعوت دی۔ اُنہوں نے مشن ہاؤس میں آ کر حالات کا جائزہ لینے کے بعد مجھ سے دریافت فرمایا کہ کیا آپ فوری طور پر ختم نبوت کے عنوان پر ایک چار ورقہ پمفلٹ تیار کر سکتے ہیں۔ خاکسار نے اثبات میں جواب دے کر ختم نبوت کی حقیقت اور افضل الانبیاء کے عنوانوں پر دو پمفلٹ تیار کئے۔ اس کے بعد رات کے دس بجے ایک احمدی دوست کے کوہ نور پریس میں جا کر مسودہ دیا۔ اُنہوں نے فوری طور پر کاتب کو بلا کر کتابت شروع کی، دو گھنٹے میں کتابت مکمل ہوگئی۔ خاکسار نے اُسی وقت پروف ریڈنگ کر کے طبع کیلئے پریس کو دے دیا۔

بہرحال صبح آٹھ بجے تک دونوں پمفلٹ ۲۵۔ ۲۵ ہزار کی تعداد میں طبع ہو کر مشن ہاؤس میں آ گئے۔ اس کے بعد خاکسار نے مکرم قائد صاحب خدام الاحمدیہ، مکرم زعیم صاحب انصار اللہ، مکرمہ صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ کو بذریعہ فون اطلاع دی۔ وہ سب اپنے خدام انصار اور لجنہ کو لیکر ۹ بجے تک مشن ہاؤس تشریف لے آئے۔ محترم امیر صاحب اور خاکسار کی ہدایت پر جلسہ گاہ کی مردوں کی گذرگاہوں پر خدام و انصار کو اور مستورات کی گذرگاہوں پر لجنہ کی بہنوں کو پمفلٹ تقسیم کرنے کے لئے متعین کیا گیا۔ خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ مولوی حمید الدین صاحب عاقل اپنی تقریر میں جن اُمور کا اعادہ کیا تھا ان سب کا جواب ہمارے پمفلٹوں میں موجود تھا۔ جب جلسہ ۱۰ بجے شروع

ہوکر ایک بجے ختم ہوا اور لوگ جلسہ گاہ سے باہر آنے لگے تو سب کے ہاتھوں میں مولانا عقیل صاحب کی تقریر کا جواب تھا۔ اس موقعہ پر حیدر آباد کے ایک اخبار ضرب کلیم کے ایڈیٹر مولانا سبحان صاحب نے مجھے مل کر تعجب کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ یہ کیا بات ہے کہ مولانا عاقل صاحب کی تقریر کا جواب آپ نے اس طرح دیا کہ سب کو حیرت میں ڈال دیا۔ میں نے اُنہیں کہا کہ آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ جماعت احمدیہ فرشتوں کی جماعت ہے اور اس کے پیچھے خدا کے ہاتھ کارفرما ہیں۔ بہرحال اس تبلیغی کارروائی سے احمدی نوجوان اور خواتین بہت خوش تھے۔

خاکسار کی شادی

خاکسار کی شادی ۲۱/جولائی ۱۹۶۱ء میں اپنے ماموں کی بیٹی امۃ الحفیظ کے ساتھ ہوئی۔ خدا کے فضل سے خاکسار کی اہلیہ بہت خدمت گزار فرمانبردار اور میرے ساتھ بہت تعاون کرنے والی ہیں۔ صوم وصلوٰۃ کی پابند تہجد گزار خلافت کے ساتھ سچی وابستگی وفاداری اور سچی محبت وعقیدت رکھنے والی ہیں۔ فالحمد للہ علی ذلک۔ خاکسار کو ان سے چار بچیاں خدا تعالیٰ نے دیں۔

مناظرہ یادگیر

۱۹۶۳ء نومبر میں یادگیر میں اہل السّنۃ و الجماعت اور جماعت احمدیہ کے مابین تین روز تک شاندار مناظرہ وفات وحیات مسیح۔ ختم نبوت صدق و کذب مرزا صاحب کے زیر عنوان ہوا۔ جماعت احمدیہ کی طرف سے محترم مولانا محمد سلیم صاحب مناظر تھے۔ معاونین کے طور پر محترم مولانا ابی عبداللہ صاحب۔ محترم مولانا شریف احمد صاحب امینی۔ محترم مولانا بشیر احمد صاحب دھلوی۔ محترم مولانا حکیم محمد دین صاحب۔ محترم چودھری مبارک علی صاحب۔ محترم مولانا فیض احمد صاحب اور خاکسار محمد عمر نے مفوضہ فرائض سرانجام دیئے۔

خدا کے فضل سے یہ سہ روزہ مناظرہ نہایت کامیابی سے منعقد ہوا۔ اس کامیابی کے اثر کو زائل کرنے کیلئے غیر احمدیوں نے بہت شور مچایا اور اپنا جلوس نکالا۔ لیکن حق کے بالمقابل جھوٹ کہاں پنپتی ہے۔ جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقًا۔

مشن ہاؤز کا انہدام

محترم حضرت سیٹھ عبداللہ دین صاحب نے حیدرآباد کے صدر مقام افضل گنج میں ۱۹۳۹ء میں دارالتبلیغ کے طور پر ایک تین منزلہ عمارت تعمیر کی تھی۔ گراؤنڈ فلور پر چار پانچ دوکانیں بنی ہوئی تھیں۔ پہلی منزل پر بہت وسیع وعریض Prayer Hall اور دفتر بنے ہوئے تھے۔ اس کے اُوپر عورتوں کے لئے بالکنی میں نماز کیلئے اور لجنہ کے دفتر کے لئے مخصوص تھا۔ اس کے اُوپر مبلغ کوارٹر بنا ہوا تھا۔ ۱۹۶۷ء جولائی میں حیدرآباد میں ہوئی شدید بارش کے بعد جو بلی ہال کا بیشتر حصہ یکدم منہدم ہوگیا۔ اُس وقت خاکسار موقعہ واردات پر موجود نہیں تھا۔ جب بعد دوپہر مشن ہاؤز میں پہنچا تو یہ دیکھ کر بہت حیران ہوا کہ کہ خاکسار کی اہلیہ تین ماہ کی بچی کو گود میں لیکر تیسری منزل کے ایک کونے میں بے سہارا کھڑی تھی۔ اس صورت میں میری اہلیہ اور بچی کا بچ جانا بظاہر لامحال تھا۔ جہاں وہ کھڑی تھی اس کے نیچے اتھاہ گہرائی میں بلڈنگ کا ملبہ تھا۔ نیچے کو نہیں سکتی تھی۔ نیچے اُترنے کی کوئی صورت نظر نہیں آرہی تھی۔ اس اثنا میں Fire Force کی طرف سے ایک Folding سیڑھی لائی گئی۔ لیکن کسی کو ہمت نہیں ہو رہی تھی کہ سیڑھی چڑھ کر ماں اور بچی کو بچا یا جائے۔ اُس وقت Fire Force کے ایک معمر شخص نے یہ کہا کہ ماں اور بچی کو میں بچاؤں گا۔ اگر مجھے جان دینی پڑے۔ اس طرح وہ بزرگ شخص سیڑھی چڑھ کر پہلے بچی کو نیچے اُتارا اس کے بعد ماں کو۔ اس طرح خدا تعالیٰ نے معجزانہ طور پر دونوں معصوم جانوں کو بچا لیا۔

دوسرے دن حیدرآباد سے شائع ہونے والے مشہور اخبار سیاست نے منہدم عمارت کی تصویر دیکر اس سُرخی کے ساتھ خبر شائع کی کہ ایک ماں اور بچی کا معجزانہ طور پر بچ جانا۔

ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء اس کے دوسال کے بعد مشن ہاؤس کی از سرنو تعمیر کی گئی۔

فالحمد للہ ۔ علی ذالک۔

حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب ؓ قادیانی کی خدمت میں:

خاکسار جب قادیان میں زیر تعلیم تھا تو ایک دن بعد نماز فجر خاکسار قرآن مجید کی تلاوت کر رہا تھا تو میں نے محسوس کیا کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جلیل القدر صحابی حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی بورڈنگ ہاؤز کے باہر کھڑے رہے تھے جب خاکسار نے تلاوت ختم کی تو آنمحترم بورڈنگ ہاؤز میں تشریف لے آکر دریافت فرمانے لگے کہ کون بچہ تلاوت کر رہا تھا تو خاکسار نے کہا کہ میں تلاوت کر رہا تھا تو میرے پاس تشریف لاکر فرمانے لگے کہ بیٹے تمہاری آواز میرے مرحوم بیٹے عبدالمالک کی آواز سے ملتی جلتی ہے۔ وہ مجھے روزانہ قرآن مجید سنایا کرتا تھا۔ اب میری بینائی بہت کمزور ہوگئی ہے باقاعدہ تلاوت نہیں کرسکتا ہوں تم میرے گھر میں آکر روزانہ صبح کے وقت تلاوت سنایا کرو۔ میں نے فوراً اس کو ایک بہت بڑی سعادت سمجھ کر ہاں کہدی۔ یہ ۱۹۶۰ء کا واقعہ ہے۔ اس کے بعد سے لیکر ایک سال تک روزانہ صبح کے وقت آپ کی خدمت میں حاضر ہوکر قرآن مجید کی تلاوت کیا کرتا تھا۔ تلاوت کے بعد محترم اماں جی (اہلیہ حضرت بھائی جیؓ) گرم گرم چائے اور رسک لیکر آتی تھیں۔ اس سلسلہ میں اصحاب احمد جلد ۹ میں حضرت بھائی جی کی سوانح پر خاکسار نے جو تأثرات قلمبند کئے ہیں وہ ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

قریباً ڈیڑھ سال سے خاکسار کو حضرت بھائی جی کی خاص طور پر خدمت کرنے کی سعادت خدا تعالیٰ نے بخشی تھی۔ آپ کے ارشاد کے مطابق خاکسار روزانہ صبح وشام آپ کے گھر حاضر ہوتا۔ آپ اور اماں جی (آپ کی اہلیہ محترمہ) اس ناچیز سے والدین کی طرح محبت وشفقت سے پیش آتے تھے اس وجہ سے میں آپ کو اباجی کہہ کر یاد کرتا تھا۔ چنانچہ جب میں میٹرک میں اپنی کامیابی کی خبر سنانے گیا تو آپ نے لپک کر مجھے سینے سے لگالیا اور دیر تک لگائے رکھا اور پیشانی پر بوسہ دیا اور اپنی قیمتی دعاؤں سے نوازا۔ آپ کی وفات کے بعد میں اپنے تئیں حقیقتاً یتیم سمجھتا ہوں۔

آپ اپنے اسلام قبول کرنے کے ایمان افروز حالات اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ کے واقعات سنایا کرتے تھے۔ قبول احمدیت کے بعد اپنے والدین اور عزیز واقارب کو چھوڑ کر قادیان میں ہجرت کرکے آنے کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے کہ خدا تعالیٰ کا یہ ارشاد کہ ومن یھاجر فی سبیل اللہ یجدفی الارض مراغما کثیر او سَعَۃً یعنی جو شخص خدا تعالیٰ کی راہ میں ہجرت اختیار کرتا ہے وہ زمین میں کئی پناہ گاہیں اور کشائش پالیتا ہے۔ میرے حق میں اپنے پوری شان وشوکت کے ساتھ پورا ہوا ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود کے قدموں کی غلامی کی خاطر میں نے اپنا سب کچھ چھوڑ دیا۔ خدا تعالیٰ نے اس کے عوض مجھے سب کچھ عطا فرمایا۔ قادیان میں اس نے مجھے بہترین گھر دیا۔ نیک اولاد بھی عطا کی۔ آپ حضرت مسیح موعود کا یہ کلام پڑھتے۔

سب کام تو بنائے لڑکے بھی تجھ سے پائے
سب کچھ تری عطا ہے گھر سے تو کچھ نہ لائے
تو نے ہی میرے جانی خوشیوں کے دن دکھائے
یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی

اپنے پیارے اور محبوب آقا سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اسم مبارک زبان پر آتے ہی آپ پر رقت طاری ہوجاتی اور آپ بے قرار ہوکر رونے لگتے تھے۔ ایسے مواقع پر ایک روحانی فضاء پیدا ہوجاتی۔ اور قلب پر ایک روحانی کیفیت طاری ہوتی تھی۔ آپ کو حضرت مصلح موعود اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بے انتہا محبت وعقیدت تھی۔ اور ہمیشہ انہیں اپنے محسن کے نام سے یاد فرماتے۔ آپ کی خواہش کے مطابق روزانہ بلاناغہ حضرت امیر المؤمنین کی صحت کے متعلق الفضل کی رپورٹ آپ کو سناتا تھا۔ آپ ہمیشہ نصیحت فرماتے کہ خاندان مسیح پاک کے ساتھ سچی محبت اور عزت واحترام اپنے دل میں پیدا کرنے اور ہمیشہ ان کے ساتھ تعلق مضبوط کرنے کی کوشش کروں کیونکہ اسی میں خیر وبرکت اور خدا تعالیٰ کی خوشنودی ہے اور یہ کہ روزانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کسی کتاب کو زیر مطالعہ رکھوں کہ ان کتابوں میں نور بھرا ہے جو دلوں کو منور کرتا ہے اور اس نور کے بغیر خدا تعالیٰ کی رضامندی حاصل نہیں ہوتی۔

سفر ربوہ:

جلسہ سالانہ کے سفر میں (۱۹۶۰ء کو) حضرت بھائی جی اور اماں جی کی خواہش کے مطابق میں قادیان سے ربوہ تک ان کے ساتھ رہا اور ان کی خدمت کی خوب توفیق پائی۔ فالحمد للہ علی ذالک ہندوستان بارڈر سے پاکستان بارڈر عبور کرنے کے لئے قریباً ایک میل چلنا پڑتا ہے چونکہ آپ کی صحت اس وقت بھی ناساز تھی اور طبیعت میں بے حد کمزوری تھی۔ اس لئے میرے کندھے کا سہارا لیتے ہوئے بہت مشکل سے چلتے رہے اور بار بار یہ کہتے رہے کہ یا! پروردگار! تو جلدی مجھے حضرت اقدس کے قدموں تک پہنچا اور پھر جلد ہی دارالامان میں واپس لے آ۔ راستہ میں کمزوری کی وجہ سے آپ کو کئی دفعہ بیٹھنا پڑا۔ حتیٰ کہ ایک سکھ بھائی کہنے لگے کہ بابا جی! اس کمزوری اور ضعیف العمری میں آپ کیوں یہ مصیبت مول لے رہے ہیں آپ کو گھر میں ہی بیٹھے رہنا چاہئے تھا۔ گو اس وقت آپ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ لیکن بعد میں مجھ سے فرمانے لگے کہ ’’بچے! ان لوگوں کو کیا معلوم! میں تو اس نورانی چہرہ (حضرت امیر المؤمنین) کو دیکھنے کیلئے جارہا ہوں جس کیلئے میری روح تڑپ رہی ہے اور دل بے تاب ہورہا ہے۔‘‘

تمام راستہ میں اور پھر ربوہ میں آپ قادیان کی جدائی بہت ہی محسوس کرتے رہے اور بار بار آپ یہ شعر پڑھتے تھے۔

زمیں قادیاں اب محترم ہے
ہجوم خلق سے ارض حرم ہے

قافلہ کے افراد وار اکین کی باہم محبت اور ان کے جذبہ اطاعت کو دیکھ کر کئی دفعہ آپ نے فرمایا کہ یہ سب حضرت مسیح پاک کی برکت کا نتیجہ ہے ورنہ یہ اطاعت ومحبت دنیا میں کہیں نظر نہیں آئے گی۔ قافلہ کی وجہ سے جو سہولتیں سفر میں میسر آئیں ان کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ واقعی یَدُ اللہ علی الجماعۃ کا نظارہ جماعت احمدیہ سے بڑھ کر اور کہاں نظر آئے گا۔

چونکہ سفر کی کوفت اور سردی کی شدت اور طبیعت کی ناسازی کی وجہ سے آپ جلسہ میں شریک نہ ہوسکے اس لئے میں حسب ارشاد روزانہ شام کو جاکر آپ کی خدمت میں جلسہ کی کارروائی سنایا کرتا تھا۔

۲۹/دسمبر کو قادیان کو واپس آتے وقت حضرت بھائی جی کی خدمت میں حاضر ہوکر جب میں نے اجازت مانگی تو آپ نے بہت ہی درد بھرے لہجہ میں فرمایا کہ...... مجھے یہاں پر چھوڑ کر جارہے ہو۔ دعا کرو کہ خدا تعالیٰ مجھے جلدی ہی اپنے پیارے محبوب کے مسکن میں لے جائے۔ حضرت بھائی جی سے اس وقت رخصت ہوتے وقت مجھے نہیں معلوم تھا کہ آپ سے یہ میری آخری ملاقات ہے۔

آپ صحیح معنوں میں ایک عاشق قرآن تھے جس کی ہر آیت سے آپ کو بے انتہا انس تھا۔ آپ کی

خواہش پر ایک سال سے روزانہ بعد نماز فجر آپ کو قرآن پاک سناتا تھا۔ کیونکہ آپ نظر کی کمزوری کی وجہ سے خود تلاوت قرآن نہیں کر سکتے تھے۔ فجر کی نماز سے فارغ ہو کر قرآن کریم اپنے سینہ پر رکھ کر لیٹ جاتے اور میرا انتظار فرمایا کرتے تھے۔ کوئی دن ایسا نہیں گذرا کہ تلاوت کے وقت آپ پر رقت طاری نہ ہوتی ہو۔ تلاوت کیا تھی وہاں پر ایک روحانی سماں بندھ جاتا تھا۔ خشیت و محبت الٰہی سے بعض اوقات آپ بے اختیار رو پڑتے تھے۔ ہدایت یافتہ لوگوں کے ذکر پر فرماتے۔ الحمدلله الذی هدنا لهذا وما كنا لنهتدى لو لا ان هدنا الله۔

اور ان لوگوں پر خدا کی رحمت و نعمت کا ذکر آتے وقت کئی دفعہ کہہ اُٹھتے کہ

اللهم اجعلنا منهم۔ اللهم اجعلنا منهم

اسی طرح جب مغضوب علیھم اور ان پر خدا تعالیٰ کے قہر و غضب کا ذکر آتا تو آپ بے قرار ہو کر استغفار پڑھنے لگتے اور ساتھ ہی نہایت تذلل اور انکساری سے دعا کرتے کہ اللهم لا تجعلنا منهم۔ اللهم لا تجعلنا منهم۔

تلاوت قرآن کے بعد جزاكم الله احسن الجزاء فی الدارین خیراً کہتے ہوئے میرے لئے بہت دیر تک دعا فرماتے رہتے۔ چنانچہ کئی دفعہ فرمایا کہ ”میرے پیارے بچے ! آپ روزانہ میرے کانوں میں خدا تعالیٰ کی آواز پہنچاتے ہیں اس وجہ سے آپ کیلئے جو دعائیں نکلتی ہیں، وہ میرے دل کی گہرائیوں سے نکلتی ہیں۔ کوئی رسمی دعائیں نہیں۔

آپ صرف میرے لئے ہی نہیں بلکہ میرے والدین اور اساتذہ کیلئے بھی دعا فرماتے۔ آپ کی وفات کے بعد محترمہ اماں جی نے یہ قرآن کریم خاکسار کو بطور تبرک عطا فرمایا ہے۔ فجزاهم الله احسن الجزاء۔

حضرت بھائی جی دنیائے احمدیت کا ایک قیمتی جوہر تھے اور اپنے محبوب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مجسم عاشق تھے۔ آسمان احمدیت سے غروب ہونے والے یہ روشن ستارے نونہالان جماعت کیلئے کامل رہنما تھے۔

اسلام کے فدائی احمدؐ کے خاص پیارے
اب رہ گئے ہیں ایسے جیسے سحر کے تارے

جیسا کہ سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے صحابہ کرام کے اعلیٰ مرتبہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ ایک مجذوب نے حضرت جنید بغدادیؒ کی وفات پر ذیل کے شعر کہے تھے۔ حضرت بھائی جی بھی ان کے مصداق ہیں:

وكم اسفى على فراق قوم ۔ هم المصابيح والحصون
والمدن والمزن والرواسی۔ والخير والدين والسكون
ثم تتغير لنا الليالى۔ حتى توفهم المنون
فكل جمرلنا قلوب ۔ وكل ماءلنا عيون

یعنی ہائے افسوس! قوم کے ان قیمتی وجودوں کی جدائی پر! یہ لوگ روشن چراغ اور مضبوط قلعے تھے۔ یہی لوگ ہمارے شہر، روحانی بارش برسانے والے بادل اور دین کے پہاڑ تھے۔ یہی خیر و برکت کے موجب اور مجسم دین و سکون تھے۔ جب تک موت ان کو نہیں لے گئی۔ حوادث و مصائب زمانہ نے ہم پر کوئی اثر نہیں ڈالا۔ ان کی جدائی کے سبب ہمارے قلوب انگاروں کی طرح تپ رہے ہیں ہم ان وجودوں کی جدائی پر آنسو بہاتے ہیں کہ اس کے چشمے ہی پھوٹ پڑتے ہیں۔

دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ان قیمتی وجودوں کے تاقیامت زندہ رہنے والے نمونوں کو اپنانے اور ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

تحریک وقف جدید کا آغاز:

ایک واقعہ جس کے ذکر کرنے سے رہ گیا تھا کہ جب سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے ۲۷ دسمبر ۱۹۵۸ء کے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر وقف جدید کا اعلان فرمایا تھا اُس وقت خاکسار جلسہ گاہ ربوہ میں موجود تھا۔ حضرت مصلح موعودؓ نے ۲۶ دسمبر کو اعلان فرمایا کہ میں کل ایک ضروری تحریک کا اعلان کرنے والا ہوں احباب پینسل اور نوٹ بک ساتھ لیتے آئیں۔ چنانچہ حضرت مصلح موعودؓ نے ۲۷ دسمبر ۱۹۵۸ء کو وقف جدید جو ایک الٰہی تحریک ہے کا اعلان فرمایا۔ حسب ہدایت خاکسار حضور اقدسؓ کی تقریر نوٹ کرتا رہا۔

جب جلسہ کے بعد قادیان پہنچا محترم حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب جٹ امیر جماعت کی اجازت سے ایک روز بعد نماز مغرب مسجد مبارک میں خاکسار نے تحریر کردہ نوٹس پڑھ کر سنادیں۔ نوٹس سنانے کے بعد محترم حضرت بھائی جی نے بہت دعائیں دیتے ہوئے مجھے اپنے سینہ سے لگائے رکھا اور فرمایا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ خدا تعالیٰ تمہیں بہت شاندار مستقبل عطا فرمائے گا فالحمدللہ علی ذالک۔

ماہ نامہ سمادھانہ وزی (راہ اَمن)

خاکسار کا تقرر بطور مبلغ انچارج ۱۹۷۰ئمیں مدراس (موجودہ چنائی) میں ہوا تھا۔ اُس وقت مخالفین کی طرف سے آئے دن عقائد احمدیت پر اعتراضات ہوتے رہے ہیں۔ لیکن ان اعتراضات کا جواب دینے کیلئے جماعت کے پاس کوئی انتظام نہیں تھا۔ اس وجہ سے خاکسار نے محسوس کیا کہ یہاں سے تامل زبان میں ایک ماہنامہ رسالہ کا اجراء نہایت ضروری ہے۔ چنانچہ مرکز اور لوکل جماعت کے مشورے سے ۱۹۷۱ء میں راہ امن (سمادھانہ وزی) کے نام سے خاکسار اس کا ایڈیٹر بن کر ایک ماہ نامہ کا اجراء ہوا۔ یہ ماہنامہ خاکسار کا کیرلہ تبادلہ ہونے کے بعد دو سال تک جاری رہا۔ اس کے بعد بعض ناگذیر وجوہات کی بنا پر بند ہو گیا اور اب یہ رسالہ نبی وزی (راہ نبی) کے نام سے جاری ہوا۔ جواب تک جاری ہے۔

خاکسار کے وقت میں رسالہ راہ امن کو کئی مخالف رسالوں کا سامنا کرنا پڑا تھا چنانچہ جماعت العلماء۔ الرحمت۔ الاسلام۔ الجنّت۔ النجات وغیرہ رسالوں میں شائع ہونے والے اعتراضات والزامات کا ترکی بتُرکی جواب دینے کی توفیق رسالہ راہ ایمان کو ہوتی رہی۔ اس کا بفضلہ تعالیٰ اپنوں اور غیروں میں بہت اچھا اثر پیدا ہوا اور کئی بیعتیں بھی اس کے نتیجہ میں ہوئیں۔ فالحمدللہ علی ذٰلک۔

رسالہ الاسلام کا پیچھے ہٹنا:

ایک دن خاکسار مدراس میں جماعت میں قرآن مجید کا درس دے رہا تھا تو ایک باریش بزرگ شخص اپنے ایک مرید کو ساتھ لیکر تشریف لائے۔ معلوم ہوا کہ موصوف الاسلام رسالہ کا ایڈیٹر مولانا مفتی عبد الغفور صاحب ہیں۔ اُن کو دیکھ کو خاکسار نے اپنے درس کے رُخ کو بدل دیا اور عقائد احمدیت پر روشنی ڈالتے ہوئے درس جاری رکھا۔ درس کے بعد مولانا صاحب میرے قریب بیٹھ کر کہنے لگے کہ میں چاہتا ہوں کہ عقائد احمدیت پر دونوں رسالوں کے درمیان مباحثہ شروع کیا جائے۔ میں نے کہا کہ الحمدللہ۔ یہ مباحثہ اس مہینے سے ہی شروع کیا جائے سب سے پہلے وفات و حیات عیسیٰ پر مباحثہ شروع کرتے ہیں تو مجھ سے رازدارانہ انداز میں کہا کہ سچ بات تو یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا چکے ہیں۔ اس موضوع پر جماعت احمدیہ کا ہم مقابلہ نہیں کر سکتے۔ آپ ختم نبوت پر بحث شروع کریں۔ میں نے کہا کہ ماشاء اللہ آپ نے تسلیم کر لیا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام وفات پا چکے ہیں۔ اس وجہ سے اس موضوع پر ہم بحث نہیں کریں گے۔ میں نے انہیں کہا کہ مسئلہ ختم نبوت پر سب سے پہلے آپ قلم اُٹھائیں اس کے بعد ہماری طرف سے جواب ہوگا۔

چنانچہ اس طرح بحث شروع ہوئی یہ مباحثہ دونوں رسالوں کے درمیان کئی مہینے تک چلتا رہا، اس مباحثہ میں ہر موڑ پر مولانا مفتی صاحب کو شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ بالآخر اُنہوں نے اپنا پینترہ بدلتے ہوئے یہ چال چلی کہ رسالہ الاسلام میں ایک اعلان شائع کیا کہ چونکہ مسئلہ ختم نبوت ایک اسلامی مسئلہ ہے قادیانیوں کو رابطہ عالم اسلام نے اور حکومتِ پاکستان نے غیر مسلم اور کافر قرار دیا ہے لہٰذا اکثر احباب کے مشورے کو ملحوظ رکھتے ہوئے ہم نے فیصلہ کر لیا ہے کہ آئندہ سے اس موضوع پر احمدیوں سے کوئی گفتگو نہ کی جائے۔ یہ کہہ کر مولانا صاحب اپنی شکست کا اظہار کرتے ہوئے اس مباحثہ سے پیچھے ہٹ گئے۔

لطف کی بات ہے کہ اس کے چند ماہ بعد الاسلام ایڈیٹر کی طرف سے راہ امن میں دینے کیلئے ایک اشتہار بھیج دیا کہ موصوف اپنا الاسلام پریس فروخت کرنا چاہتے ہیں۔ خریدنے کے خواہش مند اُن سے رابطہ کریں۔ چنانچہ یہ اعلان راہ امن میں شکریہ کے ساتھ شائع کیا گیا۔ اب معلوم ہوا کہ یہ رسالہ الاسلام ہمیشہ کیلئے بند ہو گیا ہے۔

(باقی آئندہ)

فضل عمر درس القرآن کلاس

سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے امسال قادیان میں ”فضل عمر درس القرآن کلاس“ لگانے کا ارشاد فرمایا ہے۔ یہ کلاس انشاء اللہ تعالیٰ مورخہ ۲۱ اکتوبر تا ۴ نومبر لگے گی۔ اس میں قرآن کریم صحت تلفظ سے پڑھنا سکھایا جائے گا۔ اسی طرح قرآن کریم کی تفسیر حدیث شریف کا مطالعہ کروایا جائے گا۔ اس کلاس میں قرآن کریم حفظ کروانے قصیدہ یاد کروانے قرآن کریم احادیث اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دُعائیں یاد کروانے کا بھی پروگرام ہے۔ نیز عربی بول چال کی بھی پریکٹس کروائی جائے گی۔ بعدہ امتحان ہوگا اور پوزیشن حاصل کرنے والوں کو انعامات دئے جائیں گے۔ اس کلاس میں شامل ہونے والے افراد اپنے خرچ پر قادیان آنا جانا کریں۔ البتہ رہائش اور طعام کا انتظام جماعتی طور پر ہوگا۔ اس میں لجنہ بھی شامل ہو سکتی ہیں اس کے لئے وہ صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ بھارت سے رابطہ کریں۔ اجتماعات میں شامل ہونے والے افراد بھی اس سے فائدہ حاصل کر سکتے ہیں۔

جو دوست اس میں شرکت کرنا چاہتے ہوں وہ قرآن کریم پڑھنا ضرور جانتے ہوں ایسے افراد فوری طور پر دفتر میں لکھ کر اپنی رجسٹریشن کروالیں۔ مردوں کے لئے امسال صرف یک صد سیٹیں ریزرو رکھی گئی ہیں اور عورتوں کے لئے پچاس سیٹیں ہیں پہلے آنے والی درخواستوں کو ہی رول نمبر الاٹ کئے جائیں گے۔ احباب جماعت سے اس طرف فوری طور پر توجہ کرنے کی درخواست ہے۔ (نظارت اصلاح و ارشاد تعلیم القرآن و وقف عارضی قادیان ضلع گورداسپور۔ پنجاب۔ (بھارت) فون و فیکس 01872-220861)

JMB RICE MILL (Pvt) Ltd.
Love For All, Hatred For None
AT. TISALPUR. P.O RAHANJA
DIST. BHADRAK, PIN-756111
STD: 06784, Ph: 230088
TIN : 21471503143
JMB

طالبانِ حق کیلئے::

ہفت روزہ اخبار نئی دنیا دہلی کی ہرزہ سرائی کے جواب میں

محمد عظمت اللہ قریشی۔ بنگلور

ہفت روزہ نئی دنیا دہلی اپنی ۱۸ تا ۲۴ جولائی ۲۰۱۱ کی اشاعت میں لکھتا ہے:

’’سنگھ پریوار اور قادیانیوں کی ملی بھگت اسلام دشمنی کا دومنہا سانپ مسلمانوں کوڈسنے کوتیار۔ اندریش کے قادیانیوں سے قریبی روابط۔ دہشت گردی کی پشت پر بھی دونوں کی سانٹھ گانٹھ۔‘‘ نئی دنیا کی خاص تحقیقاتی رپورٹ۔

(’’نئی دنیا‘‘ ۱۸ تا ۲۴ جولائی ۲۰۱۱ نئی دہلی)

ھمارا جواب: نئی دنیا کی اس خودساختہ تحقیقاتی رپورٹ میں تین باتیں نمایاں طور پر بیان کی گئی ہیں کہ جماعت احمدیہ کے تعلقات ہندو تنظیم آر۔ ایس۔ ایس سے ہیں اور آر۔ ایس۔ ایس کے بعض لیڈر جماعت احمدیہ کے ایجنٹ ہیں اور دہشت گردی کی پشت پر بھی دونوں کی سانٹھ گانٹھ ہے اور حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود ومہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا آقا انگریز تھا۔ اس زمانہ سے ہی دونوں میں دوستی رہی ہے۔ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ ذَالِکَ لَعْنَتُ اللّٰہِ عَلَی الْکَاذِبِیْن۔

تو مشق ناز کر خونِ دو عالم میری گردن پر
وہ بے ادب حدود سے باہر نکل گیا
سورج کو اُس نے ٹوکنا چاہا تھا جل گیا

چیف ایڈیٹر شاہد صدیقی صاحب ہفت روزہ نئی دنیا مورخہ ۱۸ تا ۲۴ جولائی ۲۰۱۱ کے سرورق پر مذکورہ بالا سرخی کے ساتھ دومنہے سانپ کی تصویر دیکھ کر ڈنمارک کا وہ کارٹون بنانے والا یاد آ گیا جس نے اسلام دشمنی کی تمام حدیں پار کرتے ہوئے تمام مقدسوں کے سرتاج محسن انسانیت خدا تعالیٰ کے مظہر اتم بنی نوع انسان کے سب سے زیادہ ہمدرد وخیرخواہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دلآزار خاکے بنا کر اور آج شاہد صدیقی صاحب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام اور عاشق صادق حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کی قائم کردہ جماعت احمدیہ کو آر۔ ایس۔ ایس سے جوڑ کر دو منہے سانپ کی تصویر سے تشبیہ دیکر ڈنمارک کے کارٹون نویس کو خراج تحسین پیش کر کے اُن کروڑوں احمدی مسلمانوں کا دل دُکھایا ہے جو دن رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف بھیجتے ہوئے آپؐ کے دین کی سربلندی کیلئے جانی و مالی قربانیاں کر رہے ہیں۔ حضرت بانی جماعت احمدیہ اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

دن چڑھا ہے دشمنانِ دین کا ہم پر رات ہے
اے میرے سورج نکل باہر کہ میں ہوں بے قرار
کچھ خبر لے تیرے کوچہ میں یہ کس کا شور ہے
خاک میں ہوگا یہ سر گر تو نہ آیا بن کے یار
فضل کے ہاتھوں سے اب اس وقت کر میری مدد
کشتئ اسلام تا ہو جائے اس طوفان سے پار
میرے زخموں پر لگا مرہم کہ میں رنجور ہوں
میری فریادوں کو سن میں ہو گیا زار و نزار
دیکھ سکتا ہی نہیں میں ضعف دین مصطفیٰؐ
مجھ کو کر اے میرے سلطان کامیاب و کامگار
کیا سُلائے گا مجھے تو خاک میں قبل از مراد
یہ تو تیرے پر نہیں امید اے میرے حصار
یا الٰہی فضل کر اسلام پر اور خود بچا
اس شکستہ ناؤ کے بندوں کی اب سُن لے پکار

پھر فرماتے ہیں:۔

جہل کی تاریکیاں اور سوء ظن کی تندباد
جب اکٹھے ہوں تو پھر ایمان اُڑے جیسے غبار
زہر کے پینے سے کیا انجام جز موت وفنا
بدگمانی زہر ہے اس سے بچو اے دیں شعار
کانٹے اپنی راہ میں بوتے ہیں ایسے بدگماں
جن کی عادت میں نہیں شرم وشکیب و اصطبار
مجھ کو کیا ملکوں سے میرا ملک ہے سب سے جدا
مجھ کو کیا تاجوں سے میرا تاج ہے رضوان یار
ہم تو بستے ہیں فلک پر اس زمیں کو کیا کریں
آسماں کے رہنے والوں کو زمیں سے کیا نقار

(منقول از براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۹۷ مطبوعہ ۱۹۰۸)

جماعت احمدیہ ایک خالص مذہبی جماعت ہے سیاست سے اس کا کوئی لینا دینا نہیں ہے۔ قرآن کریم کے فرمان کے مطابق ہر احمدی مسلمان اپنے اپنے ملکوں کی حکومتوں کا وفادار ہے اور پُرامن طور پر تبلیغ اسلام واحمدیت کرتا ہے۔ ہمارا ماٹو ہے ’’محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں‘‘ اس پیارے اصول کے ہم پابند ہیں۔ آج دنیا کے پردہ پر بنی نوع انسان کی عموماً اور مسلمانوں کا خیرخواہ و ہمدرد سوائے جماعت احمدیہ کے کوئی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود و امام مہدی علیہ السلام کے دست مبارک سے جماعت احمدیہ کی بنیاد ہی مسلمانوں کی ہمدردی وخیرخواہی وغلبہ اسلام کی غرض سے رکھی تا کہ بنی نوع انسان کو بھی اس نعمت عظمیٰ میں شامل کرے۔

کاش اگر چیف ایڈیٹر صاحب حضرت بانی جماعت احمدیہ کا لٹریچر پڑھتے یا کم سے کم خلفائے احمدیت کے گذشتہ سو سال میں بیان فرمودہ خطبات جمعہ ہی کو پڑھ لیتے اور محسوس کرتے کہ ان مقدس دلوں میں اسلام اور مسلمانوں کیلئے کتنا درد وغم تھا، کتنی تڑپ تھی اسلام کو پھیلانے کی پیار و محبت، امن آشتی، خدمت و ہمدردی بنی نوع انسان کے ذریعہ ساری دنیا کو دین محمد عربی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں داخل کر کے خدائے واحد و یگانہ کے قدموں میں جھکا کر توحید اسلام کا پرچم لہرانے پر تلی ہوئی جماعت احمدیہ پر ایسا جھوٹا اور من گھڑت الزام لگانا انصاف کا خون کرنے کے مترادف ہے۔ شاہد صدیقی صاحب کیا آپ اپنے بزرگ مسلمان صحافیوں کو بھی بھول گئے۔ کیا آپ اپنے اس خود کے مضمون کو بھی بھول گئے جو آپ نے جماعت احمدیہ کی تائید میں رقم فرمایا تھا۔ عینک بدل لیں۔ آپ سیاسی لیڈر ہیں نام نہاد ملا کی صحبت بد سے بچیں جو اپنے ذاتی اغراض و مقاصد کیلئے کسی بھی فرقہ پر کیچڑ اچھالنا اپنا حق سمجھتا ہے۔ ملّا دراصل ملکی انتخابات کے آثار کو بھانپ کر سیاست دانوں کے تلوے چاٹتے اُن کے پیچھے جمع ہو جاتے ہیں پھر آہستہ آہستہ ان کو بدنام کر کے کھسک لیتے ہیں۔ جناب شاہد صدیقی صاحب ذرا اس رپورٹ کا بغور مطالعہ کریں۔

’’روزنامہ جدید اردو رپورٹر‘‘ بمبئی نے اپنی ۲۰ دسمبر ۱۹۸۴ء کی اشاعت میں ’’ہفت روزہ نئی دنیا‘‘ دہلی ۲۶ جون ۱۹۷۴ء کے حوالے سے لکھا تھا۔

’’آج سے دس سال قبل دہلی کے ہفت روزہ اخبار ’’نئی دنیا‘‘ نے مندرجہ ذیل انکشاف کیا چونکہ قادیانی (یا بقول خود احمدی) مبلغ یورپ اور افریقہ میں عیسائیت کا زور توڑنے میں لگے ہوئے ہیں اور مشنری ان کے مقابلہ میں عاجز آ چکے ہیں۔ اس لئے ہمارا خیال ہے کہ پاکستان کی خانہ جنگی میں ان کا (یعنی عیسائی مشنریوں کا ناقل) بڑا ہاتھ ہے۔ عیسائی مشنری چاہتے ہیں کہ خود مسلمانوں کے ہاتھوں قادیانی فرقہ کو اسقدر کمزور کر دیا جائے کہ ان میں عیسائیوں کا مقابلہ کرنے کی سکت ہی نہ رہے۔ عیسائی مشنری اپنے سرمایہ کے زور پر ہر قسم کے ہتھکنڈے استعمال کرتے ہیں۔ اور مسلمانوں کو پتہ ہی نہیں چلتا کہ ان کے نیچے سازش کے بارود بچھانے والا کون ہے۔

(نئی دنیا ۲۶ جون ۱۹۷۶)

مزید لکھا کہ:۔

’’یہ عجیب بات ہے کہ جماعت احمدیہ یورپ یا افریقہ میں جب کوئی تبلیغ کا کام سرانجام دے رہی ہوتی ہے تو پاکستان میں عیسائی دنیا خود مسلمانوں کے ہاتھوں جماعت احمدیہ کے خلاف کوئی ہنگامہ کرادیتی ہے‘‘

(جدید اردو رپورٹر بمبئی 20.12.84 جلد 5)

پس آج شاہد صدیقی صاحب 35-36 برس بعد جماعت احمدیہ کے بارے میں آپ کی رائے کیسے بدل گئی آپ کی سوچ میں فرق کیسے ہوا جو ایسے جھوٹ کے پلندے کو تحقیقاتی رپورٹ کا نام دے کر جماعت احمدیہ کے معاندین کی صف میں جا کھڑے ہوئے ہیں۔ کہیں اس کے پیچھے اسلام دشمنوں کا پیسہ تو کام نہیں کر گیا۔ آپ کے لئے لمحہ فکریہ ہے۔

جناب شاہد صدیقی صاحب آپ کے علم کے لئے ایک اور رپورٹ پیش کرتا ہوں۔ عراق کے ایک مشہور صحافی کا انکشاف ہے عراق کے ایک مشہور اور بزرگ صحافی الاستاد علی الخیاط آفندی جن کا ایک مشہور و معروف اور موقر اخبار ’’الانباء‘‘ کے نام پر نکلتا ہے۔ آپ نے اپنے اخبار میں ایک تفصیلی مضمون لکھا جس میں سے ایک اقتباس ہے۔

وہ لکھتے ہیں۔ ’’یہ غیر ملکی حکومتیں ہمیشہ کوشش کرتی ہیں کہ مسلمانوں میں مختلف نعرے لگوا کر منافرت پیدا کی جائے بعض فرقے احمدیوں کو تکفیر اور ان پر نکتہ چینی کرنے کیلئے کھڑے ہو جائیں ...... مجھے اس امر کی پوری پوری اطلاع ہے کہ درحقیقت یہ سب کاروائی استعماری طاقتیں کروا رہی ہیں کیونکہ فلسطین کی گذشتہ جنگ کے ایام میں سن ۱۹۴۸ء میں استعماری طاقتوں نے خود مجھ کو اس معاملہ میں آلہ کار بنانے کی کوشش کی تھی۔

ان دنوں میں ایک ظرافتی پرچے کا ایڈیٹر تھا اور اس کا انداز حکومت کے خلاف نکتہ چینی کا انداز تھا۔ چنانچہ انہیں دنوں مجھے ایک غیر ملکی حکومت کے ذمہ دار نمائندہ مقیم بغداد نے ملاقات کیلئے بلایا اور کچھ چاپلوسی کے طور پر میرے اندر نکتہ چینی کی تعریف کرنے کے بعد مجھے کہا کہ آپ اپنے اخبار میں قادیانی جماعت کے خلاف زیادہ سے زیادہ دلآزار طریق پر نکتہ چینی جاری کریں کیونکہ یہ جماعت دین سے خارج ہے۔ پھر لکھتے ہیں ’’یہ ان دنوں کی بات ہے ۱۹۴۸ء میں عرض مقدسہ کا ایک حصہ کاٹ کر صیہونی حکومت کے سپرد کر دیا گیا تھا۔ اور اسرائیلی سلطنت قائم ہوئی تھی اور میرا خیال ہے کہ مذکورہ بالا سفارت خانہ کا یہ اقدام درحقیقت ان دو ٹریکٹوں کا عملی جواب تھا جو تقسیم فلسطین کے موقع پر اسی سال جماعت احمدیہ نے شائع کئے تھے۔ ایک ٹریکٹ کا عنوان ’’ھیئۃ الامم المتحدۃ و قرار تقسیم فلسطین‘‘ تھا جس میں مغربی (استعماری طاقتوں) اور صیہونیوں کا انکشاف جن میں فلسطینی بندرگاہ کے یہودیوں کو سپرد کر دینے کا منصوبہ بنایا گیا تھا۔ دوسرا ٹریکٹ ’’الکفر ملتۃ واحدۃ‘‘ کے عنوان سے شائع ہوا تھا جس میں مسلمانوں کو کامل اتحاد و اتفاق رکھنے کی ترغیب دی گئی تھی۔

یہ وہ واقعہ ہے جن کا مجھے ان دنوں ذاتی طور پر علم ہوا تھا اور مجھے پورا یقین ہے کہ جب تک احمدی لوگ مسلمانوں کی جماعت میں اتفاق پیدا کرنے کی کوشش کرتے رہیں گے ...... جن سے استعماری طاقتوں کی پیدا کردہ حکومت اسرائیل کو ختم کرنے

میں مدد مل سکے۔ تب تک استعماری طاقتیں بعض لوگوں فرقوں کو اس بات پر آمدہ کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کریں گی کہ وہ احمدیوں کے خلاف اس قسم کی نفرت انگیزی اور نکتہ چینی کریں تا کہ مسلمانوں میں اتحاد نہ ہوسکے۔''

(اخبار الانباء (بغداد) مورخہ ۲۱ ستمبر ۱۹۵۶ء)

۱۹۲۷ میں ہندوؤں کی طرف سے اپنے رسالہ ورتمان میں ''سیر دوزخ'' کے عنوان سے کہ آنحضرت ﷺ کی مقدس شان میں ایک نہایت درجہ کا ناپاک اور گستاخانہ مضمون شائع ہوا۔ پڑھ کر مسلمانوں کے قلوب پاش پاش ہوگئے۔ مسلمانوں میں تصادم بھی ہوا بالآخر حکومت نے مقدمہ چلاکر رسالہ ورتمان کے ایڈیٹر اور سیر دوزخ لکھنے والے مضمون نگار کو قید دے دی۔ مسلمان اس پر مطمئن ہوتے ہوئے نظر آئے اس پر جماعت احمدیہ کے خلیفۂ ثانی حضرت مرزا بشیر الدین محمودؓ احمد صاحب نے ایک مضمون ''فیصلہ ورتمان کے بعد مسلمان کا فرض''۔ کے عنوان سے رقم فرمایا۔ اس مضمون کا لفظ لفظ اس بے پایاں محبت کا مظہر ہے جو آپ کے دل میں اسلام اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے موجزن تھی۔ آپ نے تحریر فرمایا:

''اگر سیر دوزخ کا مضمون لکھنے والا اور اس کا چھاپنے والا دونوں قید ہوگئے ہیں تو اس کے صرف یہ معنی نہیں کہ ہمارے جذبات کو جو صدمہ پہنچا تھا اس کا بدلہ لے لیا گیا ہے۔ لیکن اے مسلمان کہلانے والے اس بات کو مت بھول کہ جو کچھ ان دونوں نے لکھا اور شائع کیا ہے وہ کروڑوں آدمیوں کے دلوں میں ہے اور جب تک اس کو مٹایا نہ جائے اس وقت تک محمد رسول اللہ ﷺ فداہ ابی وامی کی عزت قائم نہیں ہوسکتی۔ پس تو خوش نہ ہو کہ اگر تو سچا مومن ہے تو تیری خوشی اپنے انتقام میں نہیں بلکہ محمد رسول اللہ ﷺ کے انتقام میں ہے۔ اور وہ انتقام یہ ہے کہ تو اس وقت تک سانس نہ لے جب تک کہ دنیا میں ایک بھی محمد رسول اللہ ﷺ کا منکر باقی ہے''۔ ''اسلام کے خلاف موجودہ شورش درحقیقت مسلمانوں کی تبلیغی سستی کا نتیجہ ہے میرے لئے اس وقت تک کوئی خوشی نہیں جب تک کہ تمام دنیا کے دلوں سے محمد رسول اللہ ﷺ کا بغض نکل کر اس کی جگہ آپؐ کی محبت قائم نہ ہوجائے''۔

(رسالہ ورتمان کے بعد مسلمانوں کا اہم فرض)

اخبار مشرق لکھتا ہے: حضرت امام جماعت احمدیہ کے احسانات:

''جناب امام جماعت احمدیہ کے احسانات عام مسلمانوں پر ہیں آپؓ ہی کی تحریک سے ورتمان پر مقدمہ چلا آپ ہی کی جماعت نے ''رنگیلا رسول'' کے معاملہ کو آگے بڑھایا۔ سرفروشی کی اور جیل خانے جانے سے خوف نہیں کھایا۔ آپ ہی کے پمفلٹ نے جناب گورنر صاحب بہادر پنجاب کو انصاف وعدل کی طرف مائل کیا۔ آپ کا پمفلٹ ضبط کرلیا۔ مگر اس کے اثرات کو زائل نہیں ہونے دیا اور لکھ دیا کہ پوسٹر کی ضبطی محض اس لئے ہے کہ اشتعال نہ بڑھے اور اس کا تدارک نہایت ہی عادلانہ فیصلہ سے کردیا اور اس وقت ہندوستان میں جتنے فرقے مسلمانوں میں ہیں سب کسی نہ کسی وجہ سے انگریزوں یا ہندوؤں یا دوسری قوموں سے مرعوب ہورہے ہیں۔ صرف ایک احمدی جماعت ہے جو قرون اولیٰ کے مسلمانوں کی طرح کسی سے فرد یا جمیعت سے مرعوب نہیں ہے۔ اور خاص اسلامی کام سرانجام دے رہی ہے۔''

......(اخبار مشرق ۲۲ دسمبر ۱۹۲۷ء) جناب شاہد صدیقی صاحب کیا یہی قادیانیوں کی اسلام دشمنی ہے!۔

اخبار ہمدرد دہلی اپنی اشاعت ۲۶ ستمبر ۱۹۲۷ء میں لکھتا ہے:۔

''ناشکرگذاری ہوگی کہ جناب مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب اور ان کی اس منظّم جماعت کا ذکر ان سطور میں نہ کریں جنہوں نے اپنی تمام تر توجہات بلا اختلاف عقیدہ تمام مسلمانوں کی بہبودی کیلئے وقف کردی ہیں۔ یہ حضرات اس وقت اگر ایک جانب مسلمانوں کی سیاسیات میں دلچسپی لے رہے ہیں تو دوسری طرف مسلمانوں کی تنظیم تبلیغ وتجارت میں بھی انتہائی جدوجہد سے منہمک ہیں اور وہ وقت دور نہیں جبکہ اسلام کے اس منظّم فرقہ کا طرز عمل سواد اعظم اسلام کیلئے بالعموم اور ان اشخاص کیلئے بالخصوص جو بسم اللہ کے گنبدوں میں بیٹھ کر خدمات اسلام کے بلند بانگ دعاوی کے خوگر ہیں مشعل راہ ثابت ہوگا جن احباب کو قادیان کے اس جلسہ عام میں جس میں مرزا صاحب موصوف نے اپنے عزائم وطریق کار پر اظہار خیالات فرمایا، شرکت کا شرف حاصل ہوا ہے وہ ہمارے خیال کی تائید کئے بغیر نہیں رہ سکتے''۔

(اخبار ہمدرد دہلی ۲۶ ستمبر ۱۹۲۷ء)

اخبار انقلاب ۲ مئی ۱۹۳۰ء لکھتا ہے:۔۔۔

''تبلیغی مذہب والے کو اُس چیز کی نشر وتبلیغ کی دھن ہوتی ہے جن کو وہ سچا سمجھتا ہے'' پھر لکھتا ہے۔ ''مسلمانوں کی موجودہ خوابیدہ حالت کو دیکھ کر ماننا پڑتا ہے کہ اُن کے پاس حق ایک شمع برابر نہیں ہے ورنہ کیا وجہ ہے کہ انہیں تمام عالم میں نشر واشاعت کی دھن نہیں۔ اُن کے مقابلہ میں ایک اکیلی جماعت احمدیہ ہے جس کے مخالف نہ صرف تمام دیگر مذاہب ہیں بلکہ مسلمانوں کی انجمنیں بھی خاص اسی جماعت کی درپے ایذا رہتی ہیں لیکن باوجود اس کے یہ چھوٹی سی جماعت دن رات اسی کوشش میں لگی ہوئی ہے کہ اسلام کی نعمت سے خود ہی لطف اندوز نہ ہو بلکہ ساری دُنیا کو فائدہ اُٹھانے کے قابل بنادے''۔

(اخبار انقلاب ۲ مئی ۱۹۳۰ء)

حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود علیہ السلام کی وفات جو ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو ہوئی اس پر تبصرہ کرتے ہوئے مولانا ظفر علی خان کے والد مولوی سراج الدین صاحب مالک ایڈیٹر اخبار زمیندار نے لکھا:

''ہم چشم دید شہادت سے کہہ سکتے ہیں کہ جوانی میں بھی آپ نہایت صالح اور متقی بزرگ تھے۔ گو ہمیں ذاتی طور پر مرزا صاحب کے دعاوی یا الہامات کے قائل اور معتقد ہونے کی عزت حاصل نہیں ہوئی مگر ہم ان کو ایک پکا مسلمان سمجھتے تھے''۔

(اخبار زمیندار مئی ۱۹۰۸ء)

مولوی سید ممتاز علی صاحب ایڈیٹر اخبار تہذیب النسواں نے لکھا:۔

''مرزا صاحب مرحوم نہایت مقدس اور برگزیدہ بزرگ تھے اور نیکی کی ایسی قوت رکھتے تھے جو سخت دلوں کو تسخیر کرلیتی تھی وہ نہایت باخبر عالم بلند ہمت مصلح اور پاک زندگی کا نمونہ تھے ہم انہیں مذہباً مسیح موعود تو نہیں مانتے لیکن ان کی ہدایت اور رہ نمائی مردوں کیلئے واقعی سچائی تھی''۔

(تہذیب النسواں ۱۹۰۸ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات پر مولانا ابوالکلام آزاد مرحوم کے تاثرات۔

''مرزا صاحب کی اس رحلت نے اُن کے بعض دعاوی اور بعض معتقدات سے شدید اختلاف کے باوجود ہمیشہ کی مفارقت پر مسلمانوں کو ہاں تعلیم یافتہ اور روشن خیال مسلمانوں کو محسوس کرا دیا ہے کہ اُن کا بڑا شخص اُن سے جدا ہوگیا ہے اور اس کے ساتھ مخالفین اسلام کے مقابلہ پر اسلام کی اس شاندار مدافعت کا بھی جو اس کی ذات سے وابستہ تھی خاتمہ ہوگیا......ان کی یہ خصوصیت کہ وہ اسلام کے مخالفین کے برخلاف ایک فتح نصیب جرنیل کا فرض پورا کرتے رہے ہیں مجبور کرتی ہے کہ اس احساس کا کھلم کھلا اعتراف کیا جاوے تا کہ وہ مہتم بالشان تحریک جس نے ہمارے دشمنوں کو عرصہ تک پست اور پامال بنائے رکھا آئندہ بھی جاری رہے۔

مرزا صاحب کا لٹریچر جو مسیحیوں اور آریوں کے مقابلہ پر اُن سے ظہور میں آیا قبول عام کی سند حاصل کرچکا ہے۔ اور اس خصوصیت میں وہ کسی تعارف کا محتاج نہیں اس لٹریچر کی قدر وعظمت آج جبکہ وہ اپنا کام پورا کرچکا ہے ہمیں دل سے تسلیم کرنی پڑتی ہے۔ اس لئے وہ وقت ہرگز لوح قلب سے نسیاً منسیاً نہیں ہوسکتا جبکہ اسلام مخالفین کی یورشوں میں گھر چکا تھا اور مسلمان جو حافظ حقیقی کی طرف سے عالم اسباب و وسائط میں حفاظت کا واسطہ ہوکر اس کی حفاظت پر مامور تھے اپنے قصوروں کی پاداش میں پڑے سسک رہے تھے۔ اور اسلام کیلئے کچھ نہ کرتے تھے یا نہ کرسکتے تھے ایک طرف حملوں کے امتداد کی یہ حالت تھی کہ ساری مسیحی دنیا اسلام کی شمع عرفان حقیقی کو سرراہ منزل مزاحمت سمجھ کے مٹادینا چاہتی تھی اور عقل ودولت کی زبردست طاقتیں اس حملہ آور کی پشت گری کیلئے ٹوٹی پڑتی تھیں۔ اور دوسری طرف ضعیف مدافعت کا یہ عالم تھا کہ توپوں کے مقابلہ پر تیر بھی نہ تھے۔ اور حملہ اور مدافعت دونوں کا قطعی وجود تھا کہ مسلمانوں کی طرف سے وہ مدافعت شروع ہوئی جس کا ایک حصہ مرزا کو حاصل ہوا اس مدافعت نے نہ صرف عیسائیت کے اس ابتدائی اثر کے پرخچے اڑائے جو سلطنت کے سایہ میں ہونے کی وجہ سے حقیقت میں اس کی جان تھا اور ہزاروں لاکھوں مسلمان اس کے اس خطرناک اور مستحق کامیاب حملہ کی زد سے بچ گئے بلکہ خود عیسائیت کا طلسم دھواں ہوکر اڑنے لگا۔

غرض مرزا صاحب کی یہ خدمت آنے والی نسلوں کو گرانبار احسان رکھے گی کہ انہوں نے قلمی جہاد کرنے والوں کی پہلی صف میں کھڑے ہوکر اسلام کی طرف سے فرض مدافعت ادا کیا اور ایسا لٹریچر یادگار چھوڑا جو اس وقت تک کہ مسلمانوں کی رگوں میں زندہ خون رہے اور حمایت اسلام کا جذبہ ان کے شعار قومی کا عنوان نظر آئے قائم رہے گا۔

اس کے علاوہ آریہ سماج کے مقابل کی تحریروں سے اس دعویٰ پر نہایت صاف روشنی پڑتی ہے کہ آئندہ ہماری مدافعت کا سلسلہ خواہ کسی درجہ تک وسیع ہوجائے ناممکن ہے کہ تحریریں نظر انداز کی جاسکیں...... مرزا صاحب کا دعویٰ تھا کہ میں ان سب کیلئے حکم وعدل ہوں لیکن اس میں کلام نہیں کہ ان مختلف مذاہب کے مقابلہ پر اسلام کو نمایاں کردینے کی ان میں مخصوص قابلیت تھی اور یہ نتیجہ تھی ان کی فطری استعداد کا ذوق مطالعہ اور کثرت مشق کا آئندہ امید نہیں کہ ہندوستان کی مذہبی دنیا میں اس شان کا شخص پیدا ہو جو اپنی اعلیٰ خواہش اس طرح مذہب کے مطالعہ میں صرف کردے''

(اخبار وکیل امرتسر جون ۱۹۰۸ء بحوالہ بدر ۸ جون ۱۹۰۸ء صفحہ ۳۲)

جناب شاہد صدیقی صاحب! یہ ہیں وہ قادیانیوں کے اسلام دشمن اور اسلام دشمنوں کے ساتھ مل کر دہشت گردی کی پشت پناہی کے چند نمونے جو خود آپ کے بزرگ صحافیوں نے حضرت مرزا صاحب بانی احمدیت سے منسوب کرکے لکھے ہیں۔

انگریز تمہارا آقا ہے:

کل بھی وہ تمہارا آقا تھا آج بھی وہ تمہارا آقا ہے۔ بظاہر آپ کے سر کعبہ کی طرف جھکتے ہیں مگر آپ کے دل یوروپ و امریکہ کو سجدے کرتے ہیں۔ جماعت احمدیہ کا آقا تو محمد رسول اللہ ﷺ کا خدا رب العالمین ہے لیکن تمہارا آقا انگریز ہے جس نے ندوۃ دیوبند کے مدرسوں کی بنیادیں رکھی'' اس ندوۃ العلما کا) اصل مقصد روشن خیال علما کا پیدا کرنا ہے اور اس قسم کے علما کا ایک ضروری فرض یہ بھی ہے کہ گورنمنٹ کی برکاتِ حکومت سے واقف ہوں اور ملک میں گورنمنٹ کی وفاداری کے خیالات پھیلائیں۔ (الندوہ جولائی ۱۹۰۸ء جلد ۵) ۲۸ نومبر ۱۹۰۸ء کو دارالعلوم ندوۃ العلما کا سنگ بنیاد ہز آنر لفٹیننٹ گورنر بہادر ممالک متحدہ سرجان سکاٹ ہیوس کے CSIE نے رکھا'' (الندوۃ دسمبر ۱۹۰۸ء صفحہ ۴) نیز لکھا ہے کہ بہرحال یہ مشہور مذہبی درس گاہ ایک انگریز

کی مرہون منت ہے۔(الندوہ دسمبر ۱۹۰۸ء صفحہ ۶)

لکھا ہے” تھانہ بھون میں مولوی اشرف علی صاحب تھانوی و پنجاب میں مولوی حسین علی اس برطانوی محکمہ کے سول ایجنٹ تھے۔ یہاں تک کہ تھانوی صاحب کو انگریزی سرکار سے مال و دولت کے خاص ڈبل وظیفے مقرر کر دیئے گئے تھے دیکھو(مکالمۃ الصدرین مولوی بشیر احمد عثمانی دیوبندی صفحہ ۹) کہیں جمعیۃ علمائے اسلام انگریز کی رقم سے پیدا ہوئی (مکالمہ صفحہ ۷) اور کہیں تبلیغی جماعت اس بہادر کے سرمایہ سے دور وجود میں آئی (مکالمہ صفحہ ۸) غرض کہ ان سیاسی چالوں کے نام پر زراندازی کے تمام اسباب مکمل کر لیئے گئے اور کون مسلمان نہیں جانتا کہ دیوبندی جس جماعت کے بھی قائد بنے ہمیشہ مسلمانوں کی تباہی کا ہی نظریہ ان کے سامنے تھا“

(دیوبندی مذہب مناظر اسلام حضرت مولانا غلام مہر علی صاحب ناشر مکتبہ حامدیہ گنج بخش روڈ لاہور صفحہ ۷۸۔۷۹)

اسی طرح لکھا ہے کہ ”دیکھئے حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ہمارے آپ کے مسلّم و بزرگ پیشوا تھے۔ ان کے متعلق بعض لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سنا گیا ہے کہ ان کو چھ سو روپیہ ماہوار حکومت کی جانب سے دیئے جاتے تھے“۔(مکالمۃ الصدرین شبیر احمد عثمانی) کلکتہ میں جمعۃ علماء اسلام حکومت کی مالی امداد اور اس کے ایماء سے قائم ہوئی ہے ...... گفتگو کے بعد طے ہوا کہ گورنمنٹ ان (دیوبندیوں) کو کافی رقم اس مقصد کیلئے دے گی چنانچہ ایک بیش قرار رقم اس کیلئے منظور کر لی گئی اور اس کی ایک قسط مولانا آزاد سبحانی صاحب کے حوالے بھی کر دی گئی۔ اس روپیہ سے کلکتہ میں کام شروع کیا گیا“

(مکالمۃ الصدرین بشیر احمد عثمانی صفحہ ۷ بحوالہ درجہ بالا دیوبندی مذہب صفحہ ۳۵۸)

پھر شاہد صدیقی صاحب لکھتے ہیں۔

کوئی مسلمان کسی مسجد یا درسگاہ کو دہشت گردانہ بم دھماکوں کا نشانہ بنانے کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتا ہے؟ مسلمانوں کی وضع قطع والے وہ لڑکے قادیانی ہوسکتے ہیں۔

جناب شاہد صدیقی صاحب گذشتہ سال مئی میں لاہور کی احمدیہ مساجد میں ۸۶ افراد کو شہید کیا گیا وہ احمدی تھے جو آپ کے مسلمان دہشت گردوں کی بندوقوں سے شہید ہوگئے تھے۔ اس سے پہلے ایک احمدی مسجد میں فجر کی نماز کو جمع ہوئے آٹھ افراد کو گولیاں چلاکر شہید کر دیا گیا تھا۔ ہر سال اسی طرح بہت سے احمدیوں کی جانیں جاتی ہیں۔ مسجدوں کو گرایا جاتا ہے۔ جلایا جاتا ہے۔ قرآن کریم کی بے حرمتی کی جاتی ہے گندگی سے مسجدوں کی پیشانی پر آیات قرآنی اور کلمہ طیبہ مٹایا جاتا ہے۔ آپ ایسے لوگوں کو نیکی کا سرٹیفکیٹ دے رہے ہیں۔ آپ کو شرم آنی چاہیئے اور ایک بات یہ ہے کہ قادیانی قرآن کریم کی آیات اور احادیث کریم کی من مانی تاویلات و تشریحات نہیں کرتے نہ کریں گے مولانا عبد الماجد صاحب دریا آبادی ایڈیٹر صدق جدید لکھنؤ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی وفات پر خراج تحسین وعقیدت پیش کرتے ہوئے لکھا۔” قرآن وعلوم کی عالمگیر (اشاعت اور اسلام کی آفاق گیر تبلیغ میں جو کوششیں انہوں نے سرگرمی اور اولوالعزمی سے اپنی طویل عمر میں جاری رکھیں ان کا اللہ انہیں صلہ دے علمی حیثیت سے قرآن حقائق ومعارف کی جو تشریح وہ کر گئے ہیں اُس کا بھی ایک بلند ممتاز مرتبہ ہے۔“

(صدق جدید لکھنؤ ۱۸ نومبر ۱۹۶۵ء)

جماعت احمدیہ کے ایک شدید معاند مولانا ظفر علی خان مدیر” زمیندار“ لاہور نے ایک جلسہ عام میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

......مرزا محمود کے پاس قرآن ہے قرآن کا علم ہے تمہارے پاس کیا خاک دھرا ہے تم میں سے ہے کوئی جو قرآن کے سادہ حروف بھی پڑھ سکے۔ تم نے کبھی خواب میں بھی قرآن پڑھا؟

مرزا محمود کی مخالفت تمہارے فرشتے بھی نہیں کر سکتے۔ مرزا محمود کے ساتھ ایسی جماعت ہے جو تن من دھن اُس کے ایک اشارہ پر اُس کے پاؤں میں نچھاور کرنے کو تیار ہے۔ تمہارے پاس کیا ہے گالیاں اور بد زبانی تف ہے تمہارے غداری پر۔

مرزا محمود کے پاس مبلغ ہیں جو مختلف علوم کے ماہر ہیں۔ دنیا کے ہر ملک میں اُس نے جھنڈا گاڑ رکھا ہے۔ (تقریر جلسہ مسجد خیر الدین امرتسر منقول از ایک خوفناک سازش مصنفہ مولوی مظہر علی اظہر جنرل سیکرٹری ادارہ اسلام ۱۹۵۔۱۹۶)

بانی جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی امام مہدی و مسیح موعود علیہ السلام کی تحریروں میں سے ایک دو اقتباسات پیش کرتا ہوں۔

آپ نے فرمایا:” میں بکمالِ ادب وانکسار حضرات علماء مسلمانان و علماء عیسائیان و پنڈتان ہندوان و آریان کو یہ اشتہار بھیجتا ہوں اور اطلاع دیتا ہوں کہ میں اخلاقی واعتقادی وایمانی کمزوریوں اور غلطیوں کی اصلاح کیلئے دنیا میں بھیجا گیا ہوں اور میرا قدم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قدم پر ہے انہی معنوں سے میں مسیح موعود کہلاتا ہوں کیونکہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ محض فوق العادت نشانوں اور پاک تعلیم کے ذریعہ سے سچائی کو دنیا میں پھیلاؤں۔ میں اس بات کا مخالف ہوں کہ دین کیلئے تلوار اٹھائی جائے اور مذہب کیلئے خدا کے بندوں کے خون کئے جائیں اور میں مامور ہوں کہ جہاں تک مجھ سے ہو سکے ان تمام غلطیوں کو مسلمانوں میں سے دور کروں اور پاک اخلاق اور بردباری اور علم وانصاف اور راستبازی کی راہوں کی طرف بلاؤں۔ میں تمام مسلمانوں اور عیسائیوں اور آریوں پر یہ بات ظاہر کرتا ہوں کہ دنیا میں کوئی میرا دشمن نہیں۔ انسان کی ہمدردی میرا فرض ہے۔ اور جھوٹ اور شرک اور ظلم اور ہر ایک بدعملی اور ناانصافی اور بداخلاقی سے بیزاری میرا اُصول ہے“۔(اربعین نمبر ۱ صفحہ ۱)

مزید آپؑ نے فرمایا” اے بندگانِ خدا آپ لوگ جانتے ہیں کہ امساک باراں ہوتا ہے اور ایک مدت تک مینہ نہیں پڑتا تو اُس کا آخری نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ کنویں بھی خشک ہونے شروع ہو جاتے ہیں۔ پس اس طرح جسمانی طور پر آسمانی پانی بھی زمین کے پانیوں میں جوش پیدا کرتا ہے۔ اسی طرح روحانی طور پر جو آسمانی پانی ہے یعنی خدا کی وحی وہ سفلی طاقتوں کو تازگی بخشتا ہے۔ سو یہ زمانہ بھی اس روحانی پانی کا محتاج تھا۔ میں اپنے دعویٰ کی نسبت اسقدر بیان کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ میں عین ضرورت کے وقت خدا کی طرف سے بھیجا گیا ہوں جبکہ اس زمانہ میں بہتوں نے یہود کا رنگ پکڑا اور نہ صرف تقویٰ اور طہارت کو چھوڑا بلکہ ان یہود کی طرح جو حضرت عیسیٰؑ کے وقت تھے سچائی کے دشمن ہوگئے تب بالمقابل خدا نے میرا نام مسیح رکھ دیا۔ نہ صرف یہ کہ میں اس زمانہ کے لوگوں کو اپنی طرف بلاتا ہوں بلکہ خود زمانہ نے مجھے بلایا ہے۔

(براہین احمدیہ حصہ پنجم)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی جماعت کا نام (جماعت احمدیہ) رکھنے کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں” اور اس فرقہ کا نام مسلمان فرقہ احمدیہ اس لئے رکھا گیا ہے کہ ہمارے نبی ﷺ کے دو نام تھے۔ ایک محمد ﷺ اور دوسرا احمد ﷺ اور اسم محمدؐ جلالی نام تھا اور اس میں مخفی پیشگوئی تھی کہ آنحضرت ﷺ ان دشمنوں کو تلوار کی سزا دیں گے جنہوں نے تلوار کے ساتھ اسلام پر حملہ کیا اور صدہا مسلمانوں کو قتل کیا لیکن اسم احمدؐ جمالی نام تھا۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں آشتی صلح فرمائیں گے۔ سو خدا نے ان دو ناموں کی اس طرح تقسیم کی کہ اوّل آنحضرت ﷺ کی مکی زندگی میں اسم احمدؐ کا ظہور تھا اور ہر طرح سے صبر شکیبائی کی تعلیم تھی۔ اور پھر مدینہ کی زندگی میں اسم محمدؐ کا ظہور ہوا اور مخالفوں کی سرکوبی خدا کی مہلت ومصلحت نے ضروری سمجھی لیکن یہ پیشگوئی کی گئی تھی کہ آخری زمانہ میں پھر اسم احمدؐ ظہور کرے گا اور ایسا شخص ظاہر ہوگا جس کے ذریعہ احمدی صفات یعنی جمالی صفات ظہور میں آئیں گے اور تمام لڑائیوں کا خاتمہ ہو جائے گا۔ پس اس وجہ سے مناسب معلوم ہوا کہ اسی فرقہ کا نام فرقہ احمدیہ رکھا جائے تا کہ اس نام کو سن کر ہر ایک شخص سمجھ لے کہ یہ فرقہ دنیا میں آشتی اور صلح پھیلانے آیا ہے۔ اور جنگ اور لڑائی سے اس فرقہ کو کچھ سروکار نہیں۔ سوائے دوستو! آپ لوگوں کو یہ نام مبارک ہو۔ اور ہر ایک کو جو امن و صلح کا طالب ہے یہ فرقہ بشارت دیتا ہے۔ نبیوں کی کتابوں میں پہلے سے اس مبارک فرقہ کی خبر دی گئی ہے اور اس کے ظہور کے لئے بہت سے اشارات ہیں۔ زیادہ کیا لکھا جائے۔ خدا اس نام میں برکت ڈالے۔ خدا ایسا کرے کہ تمام روئے زمین کے مسلمان اس مبارک فرقہ میں داخل ہو جائیں تا کہ انسانی خوں ریزیوں کا زہر بالکل ان کے دلوں سے نکل جائے اور وہ خدا کے ہو جائیں اور خدا اُن کا ہو جائے۔ اے قادر وکریم تو ایسا ہی کر۔ آمین۔

(ضمیمہ نمبر ۵ تریاق القلوب صفحہ ۴۳۱)

جماعت احمدیہ کے دوسرے امام حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں:۔

”یاد رہے کہ میں کسی خوبی کا اپنے اندر دعویدار نہیں ہوں میں فقط خدا تعالیٰ کی قدرت کا ایک نشان ہوں اور محمد رسول اللہ ﷺ کی شان کو دنیا میں قائم کرنے کیلئے خدا تعالیٰ نے مجھے ہتھیار بنایا اس سے زیادہ نہ مجھے کوئی دعویٰ ہے اور نہ کسی دعویٰ میں خوشی ہے۔ خوشی اسی میں ہے کہ میری خاک محمد رسول اللہ ﷺ کی کھیتی میں کھاد کے طور پر کام آجائے اور اللہ تعالیٰ مجھ پر راضی ہو جائے اور میرا خاتمہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کے قیام کی کوشش پر ہو“

(تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۴۴ء)

جناب چیف ایڈیٹر شاہد صدیقی صاحب۔ آپ سے ہماری درخواست ہے کہ جس طرح آپ نے ایک جھوٹی من گھڑت گندی رپورٹ کو تحقیقاتی رپورٹ کا نام دیکر جماعت احمدیہ کے خلاف جو ایک پر امن جماعت ہے سازش کرتے ہوئے ملک و بیرون ملک میں بھی بدظنی اور نفرتوں کے زہر کو پھیلا کر مسلمانوں میں غیض وغضب کو بھڑکایا ہے اس سے جانوں اور مالوں کو بھی خطرہ پیدا ہو گیا ہے۔ چونکہ آپ اس کے ذمہ دار ہیں لہٰذا عدل و انصاف کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے ہمارے حقائق پر مبنی اس مضمون کو بھی اپنے ہفت روزہ اخبار نئی دنیا میں شائع فرما کر صحافتی دیانتداری سے کام لیکر عنداللہ ماجور ہوں۔ ☆

”اخبار بدر کے لئے قلمی ومالی تعاون کر کے عنداللہ ماجور ہوں“

AEM

M/S ALLIA EARTH MOVERS

(EARTH MOVING CONTRACTOR)

Volvo-290, 210, L&T Komatsu PC-300,200.

Tata Hitachi, Ex 200, Ex 70, JCB, Dozer, etc. on Hire basis

Kusambi, Sungra, Salipur, Cuttack - 754221

Tel.: 0671 - 2112266, Mob: 9437078266/ 9437032266/ 9438332026/943738063

قادیان دارالامان میں رمضان المبارک کے لیل ونہار

اللہ تعالیٰ کے فضل گزشتہ سال کی طرح امسال بھی رمضان المبارک اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آیا۔قادیان کی مقدس بستی میں ماہ رمضان کی ایک عجیب رونق تھی۔ پورے ماہ پہلے سے طے شدہ پروگرام کے مطابق نماز تراویح درس القرآن اعتکاف وغیرہ امور کی پابندی ہوتی رہی۔اس کی مختصر رپورٹ درج ذیل ہے۔

نماز تراویح: قادیان میں امسال ۱۱ مساجد اور ۵ مراکز نماز میں بعد نماز عشاء نماز تراویح پڑھائی گئی۔مسجد مبارک، مسجد اقصیٰ، مسجد فضل، مسجد انوار اور مسجد کاہلواں میں قرآن مجید کا مکمل دور کیا گیا۔مسجد ناصر آباد۔مسجد ننگل ۔مسجد دارالرحمت ۔مسجد دارالبرکات ۔مسجد نور اور مسجد دارالفتوح میں بھی تراویح کا انتظام تھا۔۵ مراکز نماز مقرر کئے گئے چھوٹے ننگل میں مکان مکرم ابرار صاحب۔محلّہ دارالصحت میں مکان نومبائع مکرم ساجد احمد صاحب مستری۔مکان شریف احمد صاحب بھینی بانگر۔پرانا نور ہسپتال اور مکان فارورق احمد صاحب کاہلواں ۔ان جملہ مقامات پر احباب ومستورات بڑے شوق اور التزام سے نماز تراویح میں شامل ہوتے رہے۔

درس القرآن: نماز عصر کے بعد مسجد اقصیٰ میں نظارت اصلاح وارشاد کے تحت درس القرآن کا انتظام کیا گیا۔علماء کرام ہر روز آدھے پارے کی تلاوت کے بعد اس کا ترجمہ اور مختصر تفسیر پیش کرتے رہے۔ احباب وخواتین مسجد اقصیٰ کے علاوہ مسجد مبارک میں بھی اس درس سے فائدہ حاصل کرتے رہے۔

درس الحدیث: بعد نماز فجر ان جملہ ۱۱ مساجد اور ۵ مراکز نماز میں درس الحدیث کا بھی انتظام کیا گیا۔نظارت اصلاح وارشاد کی طرف سے عناوین منتخب کرکے علماء کرام کی ڈیوٹیاں لگادی گئیں۔علماء کرام نے رمضان المبارک کی مناسبت سے قرآن مجید، احادیث نبویہ اور ملفوظات سے درس دیئے۔ بعد نماز فجر احباب و مستورات اور بچے مزار حضرت اقدس مسیح موعودؑ پر دُعا کی غرض سے حاضر ہوتے رہے۔

اعتکاف: آنحضرت ﷺ کی سنت مبارکہ تھی کہ آپؐ رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں اعتکاف فرمایا کرتے تھے۔اسی سنت مبارکہ پر عمل کرتے ہوئے مسجد مبارک میں ۲۷ مرد حضرات مسجد اقصیٰ میں ۳۰ مرد حضرات، ۲۷ مستورات اور مسجد انوار میں ۳۷ مرد حضرات یعنی کل ۱۲۱ مرد وخواتین کو اعتکاف کی توفیق ملی۔اللہ تعالیٰ ان جملہ معتکفین ومعتکفات کے اعتکاف کو قبول فرمائے۔اور ان جملہ افراد کی دعاؤں کو جماعت اور عالم اسلام کے حق میں قبول فرمائے۔لوکل انجمن احمدیہ قادیان کی طرف سے ان جملہ معتکفین ومعتکفات کیلئے اجتماعی افطاری کا انتظام کیا گیا۔

مالی قربانی: رمضان المبارک کے بابرکت مہینہ میں جہاں جملہ احباب جماعت قادیان نمازوں اور درسوں میں شامل ہوئے وہیں قرآن اور آنحضرت ﷺ کے ارشادات کے مطابق مالی قربانی میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی توفیق ملی ۔ ماہ رمضان المبارک میں چندہ تحریک جدید اور چندہ وقف جدید کی مکمل ادائیگی کرنے والے احباب کے نام حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں دُعا کی غرض سے پیش کئے جاتے ہیں۔ایک کثیر تعداد میں احباب ومستورات نے اپنے اپنے چندہ جات تحریک جدید اور وقف جدید کی مکمل ادائیگی کردی ہے۔ایسے خوش نصیب افراد کے نام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں دُعا کیلئے بھجوائے گئے ۔اللہ کرے کہ رمضان المبارک کے یہ فیوض و برکات ہمیشہ ہمارے ساتھ رہیں۔اور اس ماہ کی رحمتیں وبرکتیں کبھی ختم نہ ہوں۔اور ہم سب اس سے فیضیاب ہوتے رہیں۔

(صدر عمومی لوکل انجمن احمدیہ قادیان)

اعلان ولادت

محترم شیخ حسین صاحب کو اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے بیٹا عطا فرمایا ہے۔نومولود کی صحت وسلامتی اور درازی عمر کیلئے خصوصی دُعا کی درخواست ہے۔(نورالدین معلم اصلاح وارشاد غنچہ پاڑہ اڑیسہ)

اعلان

دارالمسیح کا بڑا گیٹ جو غالباً 1934ء میں حفاظتی نقطہ نظر سے لگوایا گیا تھا۔خراب ہونے کے باعث مورخہ 15 اگست 2011ء کو تبدیل کرکے نیا سٹیل کا مضبوط گیٹ لگایا گیا ہے۔ (نگران دارالمسیح قادیان)

اعلان نکاح

عزیزہ نعیمہ پروین صاحب بنت مکرم عبدالمجید خان صاحب معلم ساکن ساندھن ضلع آگرہ کا نکاح عزیزم جاوید خان صاحب ابن مکرم محمد یونس خان صاحب ساکن سبحان تحصیل ہاتھرس کے ساتھ مبلغ اکاون ہزار روپے حق مہر پر ساندھن میں خاکسار نے مورخہ 26.6.11 کو پڑھا۔دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے خیرو خوبی کا باعث بنائے۔آمین۔ (محمد سعادت اللہ مبلغ انچارج آگرہ)

ہفتہ قرآن مجید

کانپور (یوپی) لجنہ اماء اللہ کے زیر انتظام مورخہ ۶ جولائی تا ۱۲ جولائی ہفتہ قرآن مجید منایا گیا جس میں ساتوں دن قرآن مجید کے موضوع پر جلسے منعقد کئے گئے اور تلاوت قرآن کریم نظم اور تقاریر کے ذریعہ قرآن کریم کے محاسن اور اس کی تعلیمات پر روشنی ڈالی گئی۔ (صدر لجنہ اماء اللہ کانپور)

بنگلور: مورخہ ۱۱ جولائی تا ۱۷ جولائی ۲۰۱۱ جماعت احمدیہ بنگلور کو ہفتہ قرآن کریم منانے کی توفیق ملی۔ساتوں دن قرآن مجید کے موضوع پر مختلف عنوانات کے تحت اجلاس منعقد ہوئے اور علماء کرام نے تقاریر کے ذریعہ قرآن مجید کی خوبیاں بیان کیں۔اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ ہمیں قرآن مجید کی تعلیمات پر کما حقہ عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن کریم کی حقیقی رنگ میں تعلیمات کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

طارق احمد۔مبلغ سلسلہ بنگلور)

ہفتہ قرآن کریم سرکل تھلک

الحمدللہ کہ سرکل تھلک میں مندجہ ذیل جماعتوں میں ہفتہ قرآن مجید منعقد کئے گئے۔

۱۔ **بنکل** مورخہ ۱۵ تا ۲۱ جولائی۔ ۲۔نندی پور ۸ تا ۱۶ جولائی۔ ۳۔کاگنور ۸ تا ۱۲ جولائی۔ ۴۔بیرے کوپچی ۸ تا ۱۴ جولائی۔اسی طرح تو للّی، رائن ھلی بھال، کوگنور وغیرہ جماعتوں میں بھی ہفتہ قرآن کریم منعقد کئے گئے۔اللہ تعالیٰ ہماری ان حقیر مساعی کو قبول فرمائے۔آمین۔ (شیخ برہان احمد سرکل انچارج تھلک)

چھتیس گڑھ: مورخہ ۱۶ تا ۲۲ جولائی ۲۰۱۱ جلسہ ہفتہ قرآن مجید احمدیہ مسلم مشن بیت العافیت میں منایا گیا اس پروگرام میں خاص طور پر اسرافیل خان معلم ۔لقمان شاہ۔محمد شفیق معلم ۔افتخار الرحمٰن معلم۔حلیم احمد مبلغ سلسلہ نے تقریر کی۔

پردا: احمدیہ مسجد پردا میں مورخہ یکم جولائی تا ۷ جولائی بعد نماز عصر ہفتہ قرآن مجید منایا گیا جس میں مکرم انیس احمد صاحب وانی صدر پردا، افتخار الرحمٰن، مسر وانی معلم سلسلہ نے تقاریر کیں۔

چنڈری پانی: مورخہ ۷ جولائی تا ۱۳ جولائی جماعت احمدیہ چنڈی پانی میں ہفتہ قرآن مجید منایا گیا ۔وسیم احمد صاحب صابر مبلغ سلسلہ، عبدالسلیمان صاحب صدر جماعت نے پروگرام میں تقاریر کیں۔

چھپورا: مورخہ یکم جولائی تا ۷ جولائی جماعت احمدیہ چھپورا میں زیر نگرانی مکرم شجاعت علی خان صاحب معلم سلسلہ ہفتہ قرآن منایا گیا۔

مانڈھر: میں بھی ہفتہ قرآن منایا گیا۔شیخ ناصر احمد معلم سلسلہ، سید کمال الدین شاہ صاحب صدر جماعت نے اہم پروگراموں میں حصہ لیا۔اللہ تعالیٰ ہماری حقیر مساعی کو قبول فرمائے۔آمین۔

(حلیم احمد۔مبلغ انچارج چھتیس گڑھ)

یادگیر: مورخہ ۱۱ تا ۱۵ جولائی یادگیر کی لجنہ اماء اللہ نے ہفتہ قرآن کریم کے تحت ۴ اجلاسات منعقد کئے جن میں قرآن مجید کے محاسن پر تقاریر کے ذریعہ روشنی ڈالی گئی۔ اللہ تعالیٰ ہماری حقیر مساعی میں برکت ڈالے۔آمین۔(کوثر اسد غوری۔صدر لجنہ اماء اللہ غوری)

بھونیشور: مورخہ یکم تا ۷ جولائی کو مسجد احمدیہ بھونیشور میں ہفتہ قرآن کریم منعقد کیا گیا جس میں قرآن مجید کے محاسن اور خوبیوں پر جامع تقاریر کی گئیں۔اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ ہماری حقیر کوششوں کے بہتر نتائج عطا فرمائے۔

جلسہ یوم امہات

کانپور (یوپی) مورخہ ۲۵ جولائی کو محترمہ شاہدہ پروین صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ کی زیر صدارت لجنہ وناصرات کا جلسہ یوم اُمہات منعقد ہوا۔جلسے کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔اس کے بعد عہد نامہ دہرایا گیا۔اس کے بعد محترمہ ترنم اطہر صاحبہ اور محترمہ سروری بیگم صاحبہ نے نظمیں پڑھیں اور محترمہ شگفتہ ناز صاحبہ، محترمہ شاداں فرحت صاحبہ اور محترمہ شاہدہ پروین صاحبہ محترمہ شائقہ پروین صاحبہ نے تقاریر کیں۔(صدر لجنہ اماء اللہ کانپور)

ایم ٹی اے دیکھنے کا انتظام

خونڈانگا: (بنگال) مورخہ ۲۲ تا ۲۴ جولائی جلسہ سالانہ برطانیہ کے موقع پر خون ڈانگا (بنگال) میں جماعتی طور پر جلسہ دیکھنے اور سننے کا انتظام ایم ٹی اے کے ذریعہ کیا گیا جس میں کثرت سے احباب ومستورات پورے ذوق وشوق سے شامل ہوتے رہے اور جلسہ کے پروگراموں سے استفادہ کیا۔اللہ تعالیٰ اس کے بہتر نتائج پیدا فرمائے۔ (فیروز ندیم۔مبلغ سلسلہ)

اعلان نکاح وتقریب رخصتانہ

مورخہ 15.9.11 کو احمدیہ مسجد امروہہ میں مکرم انیس احمد صاحب سولیجہ ابن مکرم قمر عالم صاحب سولیجہ آف لکھنؤ کا نکاح ہمراہ شازیہ پروین بنت مکرم رئیس احمد صاحب آف امروہہ کے ساتھ بعوض حق مہر 80 ہزار روپے محترم مولانا مقصود احمد بھٹی صاحب مبلغ انچارج یوپی نے پڑھا۔اسی روز تقریب رخصتانہ بھی عمل میں آئی۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ یہ رشتہ ہر جہت سے بابرکت ہو۔اعانت بدر ۲۰۰ روپے۔

(سید قیام الدین برق، مبلغ دعوۃ الی اللہ بھارت۔حال مقیم لکھنؤ)

EDITOR
MUNEER AHMAD KHADIM
Tel. : (0091)1872-224757
(Mob.): " 9876376441
(Mob.): " 9915379255
badrqadian@rediffmail.com

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OFTHE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly BADR Qadian
Qadian-143516 Distt. Gurdaspur (Pb.) INDIA

Vol. 60 Thursday 22 September 2011 Issue No. 38

SUBSCRIPTION
ANNUAL : Rs. 350/-
By Air : 40 Pounds or 60 U.S. $
: 45 Euro
:65 Canadian Dollar

اللہ کے فضل سے مخالفت تبلیغ کا باعث بنتی ہے اور لوگوں تک جماعت کا پیغام پہنچتا ہے۔

ہمارے مردوں، بچوں بوڑھوں عورتوں کو اس دشمن کی فکر کرنی چاہئے جو انہیں تقویٰ کے میدان میں ترقی کرنے سے روکتا ہے

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المؤمنین مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 16 ستمبر 2011 بمقام بمقام یاوکروزناخ جرمنی۔

تشہد وتعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آج یہاں خدام الاحمدیہ جرمنی اور لجنہ اماء اللہ جرمنی کا اجتماع شروع ہو رہا ہے اور برطانیہ میں بھی خدام الاحمدیہ برطانیہ کا اجتماع شروع ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان تمام اجتماعات کو اپنے خاص فضل سے کامیاب بنائے ۔ ہر شامل ہونے والا اجتماع کے مقصد کو پورا کرنے والا ہو۔ اللہ تعالیٰ تمام شاملین کو حفظ و امان میں رکھے ۔ حاسدین اور مخالفین کے شر سے محفوظ رکھے۔حضور انور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر دور میں جماعت کی ترقی ہو رہی ہے اور اس کے نتیجہ میں حاسدین کی تعداد بڑھ رہی ہے ہم دنیا کے ہر ملک میں حاسیدین کو بڑھتے ہوئے دیکھ رہے ہیں اور حاسدین کا بڑھنا ہی اس بات کی نشانی ہے کہ جماعت کے قدم ترقی کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ پس مخالفت اور حاسدین کا بڑھنا جماعت کی ترقی کا معیار ہے اس سے ایک مومن کو پریشان نہیں ہونا چاہیئے پریشانی کی اگر کوئی بات ہے تو یہ کہ ایک مومن کے تقویٰ کا معیار نہ گرنے پائے اور اس کے خلافت سے تعلق کا معیار کم نہ ہونے لگے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے ایک جگہ لکھا ہے کہ اگر ایک جگہ تقویٰ کے معیار پر ٹھہر گئے ہو تو یہ بھی فکر کی بات ہے پس ہمارے مردوں بچوں بوڑھوں عورتوں کو اس دشمن کی فکر کرنی چاہیئے جو انہیں تقویٰ کے میدان میں ترقی کرنے سے روکتا ہے ۔حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ تم دشمنوں سے نہ ڈرو بلکہ اپنے تقویٰ وطہارکت میں بڑھنے کی فکر کرو پس اگر نیکیوں اور تقویٰ میں ہمارے قدم آگے بڑھ رہے ہیں تو دشمن ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ گزشتہ ۱۲۵ سالوں سے ہم یہ مشاہدہ کر رہے ہیں کہ دشمن نے ہمارے چند پیاروں کی زندگی کو بے شک ختم کر دیا، ان کے مالوں کو لوٹا، جانوں کو تلف کیا مگر خدا تعالیٰ نے اس کے بدلے میں انہیں بے شمار عنایت فرمایا ہے۔ پس ہمیں دشمن کے مکروں کی فکر نہیں ہونی چاہیئے بلکہ خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کیلئے تقویٰ کی فکر ہونی چاہیئے ۔ اگر ہمارا پختہ تعلق خدا سے ہوگا تو ہماری دعائیں خدا کے فضلوں کو کھینچیں گی اور دشمن سے خدا تعالیٰ خود سمجھ لے گا اور سمجھ رہا ہے۔ صرف مقامی طور پر جماعت کی مخالفت نہیں ہو رہی بلکہ اخباروں اور ٹی وی کے ذریعہ مخالفت کی جاتی ہے مگر اللہ کے فضل سے یہ مخالفت تبلیغ کا باعث بنتی ہے اور لوگوں تک جماعت کا پیغام پہنچتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کی ہدایات کے سامان پیدا کرتا ہے۔ ایک مقناطیسی کشش کے ساتھ لوگ حضرت مسیح موعودؑ کی طرف کھینچے چلے آئے اور آج بھی آرہے ہیں۔ یہ بھی حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کی ایک دلیل ہے۔ یہ کشش آج بھی اللہ تعالیٰ نے رکھی ہے اور باوجود مخالفتوں کے جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑھتی جارہی ہے۔ ایک مجلس میں حضرت مسیح موعودؑ نے مخالفین کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ کے سلوک کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ایک بار اللہ تعالیٰ نے آپ کو فرمایا کہ اِنَّ فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَجُنُوْدُهُمْ كَانُوْا خَاطِئِيْنَ حضور انور نے فرمایا کہ مخالفین کہتے ہیں کہ جماعت تباہ ہو جائے گی مگر خدا تعالیٰ کا منشا کچھ اور ہے۔ پس دنیا والے اور دنیاوی تنظیمیں الٰہی جماعت کو تباہ نہیں کرسکتیں۔ بڑے بڑے فرعون اور ہامان آئے اور اپنی حسد کی آگ میں ہی جل کر ختم ہو گئے۔ بڑے بڑے شریر آئے مگر اپنی شرارتوں میں ڈوب گئے۔ اللہ تعالیٰ کا فضل ہمیں آج بھی نظر آرہا ہے اور جماعت کا پیغام خود بخود اللہ تعالیٰ کی طرف سے لوگوں تک پہنچ رہا ہے۔

سیدنا حضور انور نے چند ایک واقعات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ فلسطین سے ایک احمدی نے لکھا کہ بچپن میں میں نے ایک خواب دیکھی تھی کہ میں امام مہدی کے سپاہیوں میں داخل ہوں گا۔ اس کے بعد میں ایک زمانے سے امام مہدی کی تلاش میں تھا۔ ایک دن ایک عیسائی چینل دیکھ رہا تھا جس میں اسلام پر اعتراض ہو رہے تھے۔ میں عربی چینل ڈھونڈنے لگا جس میں ان کے جوابات ہوں۔ اسی دوران مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ ملا۔ چند سال سے میں ایم ٹی اے دیکھ رہا ہوں اور اب بیعت کر کے جماعت میں داخل ہوں۔

احمد ابراھیم صاحب کہتے ہیں کہ ایک دن ایم ٹی اے دیکھنے کا موقع ملا۔ پہلے کچھ تردد تھا مگر بعد میں شرح صدر ہوا اور استخارہ کرنے پر خدا تعالیٰ نے رہنمائی فرمائی اور بیعت کی۔ ایک اور احمدی لکھتے ہیں کہ بیعت کے بعد یوں لگا کہ ہم نے از سر نو ایمان حاصل کیا ہے۔ کئی مسائل جماعت میں داخل ہونے کے بعد سمجھ میں آئے۔ مولوی ہمارے شدید مخالف ہیں اس دوران استخارہ کیا تو جواب ملا کہ یہ لوگ امام مہدی کے مکذب ہیں۔ اس جواب سے تسلی ہوئی حکومت کی طرف سے بھی اذیت ملی مگر خدا تعالیٰ کے فضل سے لوگوں کو احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی تعلیم پیش کرنے کا موقع مل رہا ہے۔

مکرم اُسامہ صاحب الجزائر سے لکھتے ہیں کہ دو سال قبل تک جماعت کے بارے میں کچھ نہ جانتا تھا ایک دن بیٹے نے بتایا مگر توجہ نہ کی اب بہت عرصے بعد ایم ٹی اے دیکھا اور بیعت کی توفیق ملی۔ مراکش کے عبداللہ صاحب کہتے ہیں کہ میں چند ماہ سے ایم ٹی اے میں آپ کے پروگرام دیکھ رہا ہوں۔ مجھے آپ کے قرآن کریم کے ادراک اور اس کے فہم اور موجودہ دور سے تطبیق بہت پسند آتے ہیں۔ میں گزشتہ تفاسیر پڑھ کر حیران ہوتا تھا لیکن اب حضرت مسیح موعودؑ کی تفسیر پڑھنے کا موقعہ ملا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی پر رحمتیں نازل فرمائے کہ جنہوں نے عقلوں پر پڑی ہوئی رکاوٹوں کو دور کیا۔ خطبے کے آخر میں حضور انور نے فرمایا۔ نئے آنے والے بیعت کر کے اپنے علم میں اضافہ بھی کر رہے ہیں۔ یہ بات پیدائشی احمدیوں کے لئے لمحہ فکریہ ہے۔ وہ یہ سوچ کر ہی نہ بیٹھ جائیں کہ ہمارے خون میں احمدیت ہے ۔ لہٰذا علم اور تقویٰ میں بڑھنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ یہ خیالات بڑے لمحہ فکریہ والے ہیں۔ پرانے احمدیوں کو اپنا نمونہ قائم کرنا چاہیئے اللہ تعالیٰ آنخضرت ﷺ کے عاشق صادق حضرت مسیح موعودؑ کا حقیقی چہرہ لوگوں کو پہنچاننے کی توفیق عطا فرمائے اور دُنیا آنخضرتؐ کے عاشق صادق کی حقیقت کو سمجھ کر ایمان لانے والی ہو۔ آمین۔

☆☆☆

سالانہ اجتماع مجلس انصار اللہ بھارت 22-23-24 اکتوبر 2011ء

سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے از راہِ شفقت سالانہ اجتماع مجلس انصار اللہ بھارت کی تاریخوں کی منظوری عنایت فرمادی ہے۔ سالانہ اجتماع 22-23-24 اکتوبر 2011ء بروز ہفتہ، اتوار اور سوموار کو قادیان دارالامان میں منعقد ہوگا۔ انشاء اللہ۔ انصار بھائیوں سے درخواست کی جاتی ہے کہ وہ اس اجتماع میں شرکت تیاری کریں۔ (صدر مجلس انصار اللہ بھارت)

سالانہ اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

امسال مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کے ۴۲ ویں اور مجلس اطفال الاحمدیہ بھارت کے ۳۳ ویں سالانہ اجتماع کیلئے سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے از راہ شفقت مورخہ ۱۸۔۱۹۔۲۰/اکتوبر ۲۰۱۱ء بروز منگل۔ بدھ۔ جمعرات۔ قادیان دارالامان میں منعقد کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی ہے۔ جملہ صوبائی/ زونل/مقامی قائدین کرام اپنی مجلس کے خدام کی ٹکٹیں بروقت ریزرو کریں اور زیادہ سے زیادہ خدام کو اس روحانی اجتماع میں شرکت کیلئے قادیان دارالامان میں لانے کی ہر ممکن کوشش کریں۔

(صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت)

مرکزی اجتماع لجنہ اماء اللہ و ناصرات الاحمدیہ بھارت

جملہ مجالس لجنات اماء اللہ بھارت کی آگاہی کیلئے اعلان کیا جاتا ہے کہ سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سالانہ اجتماع مجلس لجنہ اماء اللہ و ناصرات الاحمدیہ بھارت کیلئے مورخہ ۱۸۔۱۹۔۲۰/اکتوبر ۲۰۱۱ء بروز منگل۔ بدھ۔ جمعرات۔ قادیان دارالامان میں منعقد کرنے کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔ جملہ مجالس کی ممبرات سے درخواست ہے کہ ابھی سے اس بابرکت اجتماع میں شمولیت کیلئے تیاری شروع کر دیں۔ اجتماع کا تفصیلی پروگرام قبل ازیں تمام مجالس میں بھجوا دیا گیا ہے۔ اجتماع کے ہر لحاظ سے بابرکت ہونے کیلئے بھی دعا کی درخواست ہے۔ (صدر لجنہ اماء اللہ بھارت)